

زینتُ المحافل  
ترجمہ

زینتُ المجالس

تصنیف  
امام عبدالرحمن بن عبدالسلام ○ علامہ محمد منشا قصبی  
ترجمہ  
آباش





345/2  
1921  
2502

فقير عبد الله طاهر نقشبندی

مکتبہ قاریہ برکات

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

بازار قاریہ برکات - دیوبند

Phone 780547

1000

عن ابن مسعود قال قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم

من كان له دين عليه فليؤدبه

# زینتُ الحافل ترجمہ زہتُ المجالس



— ۸ تصنیف —  
امام عبد الرحمن بن عبد السلام  
الصفوری الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ (۸۹۰۰)

— ۸ ترجمہ —  
علامہ محمد منشا تابش القصوری الحنفی  
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور



— — —  
ناشر: شبیر برادرزہ اردو بازار لاہور پاکستان



بسم الله الرحمن الرحيم

نام کتاب	زینت المحافل ترجمہ نزہت المجالس (جلد اول)
مصنف	علامہ عبد الرحمن الشافعی الصفوری <small>رحمہ اللہ</small>
مترجم	علامہ محمد منشا آتش قصوری مدظلہ
مصحح	مولانا سید ولایت حسین شاہ چشتی گولڑوی
ناظر	خطیب جامع مسجد رضائے حبیب مرید کے، شیخو پورہ حافظ محمد مسعود اشرف قصوری
اشاعت اول	دارالعلوم محمدیہ غوثیہ داتا گربادامی باغ، لاہور ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۶ء
اشاعت ثانی	رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ جنوری ۱۹۹۸ء
ناشر	شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور (پاکستان)
ہدیہ	165 نمبر پیپہ

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز، اردو بازار لاہور (پاکستان)

## نشان منزل

حضرت امام عبدالرحمن بن عبدالسلام الصفوری الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ  
 نویں صدی ہجری کے ان جلیل القدر علماء و مقررین، خطباء و واعظین میں شمار  
 ہوتے ہیں، جن کے خطابات و بیانات کا عرب و عجم میں شہرہ رہا، آپ علوم و  
 فنون اسلامیہ کے بحر بے کنار تھے، تفاسیر قرآن کریم، احادیث رسول عظیم، آثار  
 صحابہ و بزرگان دین، سیر و تواریخ اولیاء کرام اور فقہ ائمہ اربعہ پر آپ کی گہری  
 نظر تھی، وسیع مطالعہ کے مالک تھے، حکمت، فلسفہ اور طب میں یدِ طولیٰ رکھتے،  
 نزہۃ المجالس میرے ان کلمات پر شاہد و عادل ہے:-

آپ نے تمام علوم عربیہ عقلیہ و نقلیہ زیادہ تر اپنے والد ماجد حضرت  
 علامہ شیخ عبدالسلام رحمہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کئے جو اپنے وقت کے ولی کامل  
 تھے۔ علامہ عبدالرحمن الصفوری نزہۃ المجالس میں جگہ جگہ ان کا تذکرہ نہایت  
 دلورہ انگیز الفاظ اور خوشگوار انداز میں فرماتے ہیں جن سے ان کے والد ماجد  
 کے عظیم المرتبت ہونے کا ثبوت ملتا ہے:-

علامہ عبدالرحمن صفوری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت امام شافعی رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کے مقلد ہونے کے ناطے سے اکابر شوافع میں شمار ہوتے ہیں یہی  
 وجہ ہے کہ آپ اپنی اس عدیم الثال تصنیف میں مسائل فقہ شافعیہ کو بڑی  
 قدر و منزلت لائے ہیں۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کی اکثریت حضرت سیدنا امام  
 اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بن ہایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقلد ہے اس لئے  
 علماء کرام خصوصاً خطباء و واعظین حنفیہ کو مسائل میں احناف و شوافع کے فرق



کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ راقم السطور سے جہاں تک ہو سکا فقہی اختلاف کی وضاحت کردی اور فقہ حنفیہ کے مطابق مسئلہ کا حل پیش کر دیا ہے تاکہ اس ترجمہ سے استفادہ کرنے والے احناف و شوافع کے مسائل کو اپنے ذہن میں راسخ کر سکیں،

”نزہۃ المجالس“ بڑی بابرکت تصنیف ہے جسے ہر صدی کے علماء نے حرز جان بنایا، خصوصاً واعظین کے لئے تو یہ نعمت عظمیٰ سے کم نہیں، مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اسے اہل علم و قلم بطور حوالہ پیش کرتے ہیں، تاہم اہل تحقیق کے نزدیک رطب و یابس سے خالی نہیں البتہ دامن فضائل میں ایسی باتیں سما سکتی ہیں !!

ترجمہ کے بارے میں یہی عرض کئے دیتا ہوں کہ راقم نے لفظی ترجمہ کی بجائے عبارت کے مفہوم و مطالب کو اولیت دی ہے، جہاں تک ممکن تھا نہایت آسان اور روح پرور الفاظ میں ترجمانی کی کوشش کی ہے، اہل علم و قلم اور ترجمہ کا ملکہ رکھنے والے بغور ملاحظہ فرمائیں اور جہاں کہیں ترجمانی میں سقم پائیں تو براہ کرم آگاہ کریں، ازالہ کیا جائے گا،

الحمد للہ تعالیٰ علیٰ منہ و کرمہ، نزہۃ المجالس جلد اول کا ترجمہ مکمل ہوا، بعض ابواب کی تلخیص کو ہی مناسب سمجھا، اور اس ضخیم و عظیم کتاب کو ”زینت المحافل“ ترجمہ نزہۃ المجالس سے موسوم کیا جا رہا ہے۔ دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، میری اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور دوسری جلد کے ترجمہ کی توفیق مرحمت فرمائے، امین۔

محتاج دعا

محمد منشا تابش قصوری

خطیب جامع مسجد ظفریہ مرید کے ضلع شیخوپورہ پاکستان

۱۴۱۷ھ ۱۹۹۶ء



# زینت المحافل ترجمہ نزہت المجالس (جلد اول)

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۷۶	عجیب نخی	۳	نشان منزل
۱۷۷	نصیحت	۱۷	تعارف حضرت مترجم مدظلہ
۱۸۰	حکایت: بد بخت عابد		از علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ
۱۸۱	فوائد جلیلہ		بسم اللہ الرحمن الرحیم
۱۸۵	کار آمد نصیحت		تبصرہ حضرت علامہ بدر القادری (ہالینڈ)
۱۸۳	فوائد نافع	۲۶	کی نظر میں
۲۰۴	فوائد جلیلہ	۲۷	آغاز کتاب
۲۰۷	حکایت: امام ابو بکر عسقلانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	۳۱	باب ۱ فضیلت اخلاص
	کا خواب میں زیارت خداوندی کی	۳۵	باب ۲ فضائل ذکر قرآن کریم
	سعادت حاصل کرنا	۶۲	باب ۳ فضائل ذکر مع حکایات عجیبہ
۲۲۰	حکایت: ایک صحابی کے گھر پڑوسی	۷۲	فوائد جلیلہ
	کی کھجوریں گرنا؟	۸۸	کلمہ توحید
۲۲۸	باب ۵ صبح و شام کے اذکار	۹۲	دعائے خاص
۲۳۵	باب ۶ باب محبت و عشق	۹۶	فوائد نافع
۲۴۳	حکایت: نبی کریم <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی زیارت	۱۲۱	باب ۴ فضائل تسمیہ
۲۴۴	لطیفہ: محبت کے چار حرف؟	۱۲۱	بسم اللہ الرحمن الرحیم
۲۴۴	حکایت: محبت کے سلسلہ میں مشائخ	۱۲۹	حکایت: نمرود کی چھوٹی بیٹی
"	کرام کی گفتگو	۱۳۰	فوائد جلیلہ
۲۴۵	حکایت: حضرت بایزید بسطامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>		تمام قرآنی سورتوں کو خواب میں پڑھنے
	کافر شے استقبال کرتے ہیں؟	۱۴۸	کی تعبیرات
		۱۵۷	فوائد جلیلہ

صفحہ	عنوان	صفحہ
۲۵۶	حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۲۵۶
۲۹۱	اور ایک راہب کی گفتگو؟	۲۹۱
۲۹۲	دو باتیں	۲۹۲
۲۹۵	لطیفہ: موت اور چار فرشتے	۲۹۵
۲۹۸	نوائید کمالیہ	۲۹۸
۲۹۹	حکایت: حضرت عثمان ذوالنورین ؓ	۲۹۹
۳۰۵	اور خوف قبر	۳۰۵
۳۰۶	حکایت: نبی کریم ﷺ حضرت صفیہ	۳۰۶
۳۰۹	کی قبر میں	۳۰۹
۲۶۱	فصل ۲: امید یا طمع؟	۲۶۱
۲۶۲	حکایت: خاوند کایوی کو صدقہ	۲۶۲
۲۶۹	اور خیرات سے روکنا	۲۶۹
۲۶۸	حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۲۶۸
۲۶۹	اور اصحاب کف ؓ	۲۶۹
۲۸۱	حکایت: ایک عارف اور ایک عورت	۲۸۱
۲۸۲	حکایت: حضرت ابراہیم بن ادہم	۲۸۲
۲۸۳	اور فرشتہ	۲۸۳
۲۸۴	حکایت: محبت کی بے تابیاں کچھ	۲۸۴
۲۸۵	حکایت: ایک مرغ کا اللہ اللہ	۲۸۵
۲۸۶	اللہ کرنا	۲۸۶
۲۸۷	باب ۷: تذکرہ موت	۲۸۷
۲۸۸	حکایت: غمی اور خوشی	۲۸۸
۲۸۹	حکایت: بیچ کے وصال پر	۲۸۹
۲۹۰	زیبوزینت	۲۹۰



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۵۰	حکایت: غزوہٴ خندق اور حضرت جابر <small>رضی اللہ عنہ</small> کی دعوت کا ایک منظر	۳۳۳	حکایت: حضرت عباس <small>رضی اللہ عنہ</small> کے وصال پر ایک خاص گفتگو
۳۵۰	حکایت: حضرت جابر بن عبد اللہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کے بچے زندہ فرمادیئے	۳۳۴	نصیحت: ماتم کرنا حرام ہے
۳۵۱	حکایت: حضرت یوسف علیہ السلام کی خون آلود قمیص	۳۳۶	☆ باب رضا
۳۵۲	حکایت: حضرت ابراہیم بن ادہم کا زیارت الہی سے مستفیض ہونا	۳۳۷	حکایت: ایک آدمی روشن دان سے پرندے کی طرح نکل گیا
۳۵۳	باب ۹ فصل ادب	۳۳۸	حکایت: رفیقہ حیات
۳۵۶	حکایت: غلاط کے جراثیم کیوں پیدا کئے گئے	۳۳۹	حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور لنگرانا بنیا
۳۶۰	لطیفہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور پرندوں کا زندہ کرنا	۳۴۱	فائدہ مند نسخہ: واڑھ کی درد دور
۳۶۲	حکایت: حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور فرعون بنی جادوگر	۳۴۲	حکایت: اپنی رفیقہ حیات سے پانی کا طالب
۳۶۲	حکایت: حضرت بایزید بسطامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا قبلہ رد تھوکنے والے سے نیزاری	۳۴۳	حکایت: صاحب مال اور یاد الہی سے غافل
۳۶۳	حکایت: حضرت بایزید بسطامی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا قبلہ رد تھوکنے والے سے نیزاری	۳۴۳	حکایت: گم شدہ فرزند پر قضا و رضا کو ترجیح
۳۶۵	باب ۱۰ فضائل دعا	۳۴۴	حکایت: بصرہ کا دہشت گرد و ذکیت
۳۷۰	شرح اسماء الحسنی	۳۴۵	حکایت: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور طالب رضا
۳۷۶	فوائد جلیلہ	۳۴۸	حکایت: کتا-گدھا اور مرغ
۳۸۰	حکایت: سانپ نے ایک صلح کے پاؤں سے ہڈی نکال دی	۳۴۹	حکایت: اسرائیلی زاہد کا کباب طلب کرنا



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۱۲	حکایت: پچازاد ہمشیرہ سے نکاح	۳۹۱	حکایت: حضرت آدم علیہ السلام
۴۱۳	نوائد جلیلہ		اور فرشتے
۴۱۴	لطیفہ: ہاتھی بڑا عجیب جانور ہے؟	۳۹۳	حکایت: عجیب و غریب فرشتہ
۴۱۶	نسخہ مفیدہ، مولیٰ نمک اور شہد		حکایت: غیر اسلامی ملک اور
۴۱۷	حکایت: ایک ظالم ترین بادشاہ	۳۹۴	ایک مسلمان قیدی
	نوائد جلیلہ: احرام والے کا	۳۹۴	حکایت: اور چور مارا گیا؟
۴۲۱	احرام والے کے بال کاٹنے کا حکم		حکایت: مصائب و آلام اور
۴۲۳	حکایت: ایک صالح لکھی ایک ہی دعا	۳۹۵	کشائش رزق
۴۲۴	شیطان پکڑا گیا		فائدہ: حضرت زید بن حارثہ <small>رضی اللہ عنہ</small>
	حکایت: ایک عابد کا شیطان	۳۹۶	کا قید ہونا
۴۳۵	کودکینا		حکایت: حضرت زید بن حارثہ <small>رضی اللہ عنہ</small>
	حکایت: اور بزرگ اور العافیہ	۳۹۷	کیساتھ ایک حادثہ کارو نما ہونا
۴۳۶	العافیہ کا وظیفہ		حکایت: حجاج بن یوسف کا ایک عابد
	حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام		کو قتل کرانا اور اس کا
۴۳۷	اور ویرانہ	۳۹۸	محفوظ رہنا
۴۳۸	حکایت: خیر و عافیت کا مضمون		نوائد جلیلہ
۴۴۰	باب ۱۱	۴۰۳	حکایت: شکاری اور ہرن
	فضائل و تقویٰ و برکات اعمال	۴۰۳	حکایت: ہزار اشرفیوں کی تھیلی
۴۴۱	حکمت لقمان		حکایت: حضرت مصنف علیہ الرحمۃ
	حکایت: حضرت موسیٰ علیہ السلام		کے والد ماجد کی ایک حسینہ
۴۴۲	کے بکریاں اور بھیڑیے	۴۰۳	پر نظر پڑنا
۴۴۲	حکایت: دعا اور ہزار دینار		حکایت: مجھے عورتوں کو دیکھنے
۴۴۳	حکایت: مصری راہب اور علم کا شہ	۴۰۶	کا بڑا شوق تھا
۴۴۵	حکایت: مکارہ اور ایک عابد کا قصہ	۴۰۷	نوائد جلیلہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۴۵	حکایت: اس نے کہا میں حور ہوں	۴۴۰	حکایت: گنبد خضریٰ اور عشاق کے آنسو
۴۴۶	حکایت: خواہشات نفسانیہ کی مخالفت	۴۴۰	فوائد جلیلہ: ایک روٹی یا سو
۴۴۷	حکایت: ایمان کا لباس	۴۴۰	رکعت نفل افضل ہیں؟
۴۵۰	حکایت: نیک خصلت میاں بیوی	۴۴۳	لطیفہ: خوش نصیب صحابی کا حضور
۴۵۰	حکایت: نیک بخت خاتون کا خاوند	۴۴۳	کے پاس سونا اور خواب میں حضرت
۴۵۰	کو جواب	۴۴۳	ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم
۴۵۱	نصائح: حکمت	۴۴۳	رضی اللہ عنہما کی زیارت کرنا
۴۵۱	عجیبہ: زانی بندر اور بندریا	۴۴۵	باب ۱۲
۴۵۲	کو بندروں کا رجم کرنا	۴۴۵	شب و روز کی نمازوں کے فضائل
۴۵۳	حکایت: خوانچہ فروش اور ایک عورت	۴۴۵	حکایت و لطیفہ: نیک سیرت خاتون
۴۵۳	حکایت: اور پھر اس نے دروازہ	۴۴۶	خاوند اور ایک عیاش
۴۵۴	بند کر لیا	۴۴۶	حکایت: انی جاعل فی الارض خلیفہ
۴۵۴	حکایت: حضرت سیدنا امام اعظم	۴۴۶	ارکان وضو: امام شافعی کے نزدیک
۴۵۵	ﷺ اور ایک عورت	۴۴۹	وضو کی نیت فرض ہے
۴۵۶	حکایت: شیطان بہ شکل انسان	۴۴۹	حکمت وضو: چار اعضا کے دھونے
۴۵۶	حکایت: اسرائیلی قاضی کا	۴۴۹	کی وجہ
۴۵۸	جج پر جانا	۴۸۱	وضو اور تیمم
۴۶۲	دعا کا اثر: لوہار اور ایک	۴۸۱	حکایت: وضو شیطان کے شر سے بچنے
۴۶۲	پار سا خاتون	۴۸۳	کا محفوظ ترین ذریعہ
۴۶۲	لطیفہ: جسے اللہ رکھے	۴۸۳	☆ برکات وضو
۴۶۸	اسے کون چکھے	۴۸۳	حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام
۴۶۹	حکایت: راہ تقویٰ	۴۸۹	اور نور کا پرندہ
۴۶۹	حکایت: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما	۴۹۰	سبق: تارک نماز ملعون ہے
۴۶۹	اور ایک حسینہ خاتون	۴۹۱	منحوس دن-ذمیہ سے نکاح



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	حکایت: اور پھر وہ نماز نماز	۴۹۲	فائدہ: نور اور روشنی
۵۲۱	پکارنے لگی	۴۹۳	حکایت: آبادی و بربادی
	باب ۱۳	"	عبرت
۵۲۷	فضائل و برکات جمعہ المبارک	۴۹۷	فوائد جلیلہ: موزن کی عظمت
۵۲۷	فوائد جلیلہ	۴۹۹	خواب میں اذان اور اس کی تعبیر
۵۳۱	برکات نماز جمعہ	۵۰۰	چار موزن کون کون سے
۵۳۵	نکاح حضرت آدم و حوا علیہما السلام	۵۰۱	فوائد جلیلہ
۵۳۵	غسل جمعہ		پابند صوم و صلوٰۃ خاتون اور کافر
۵۳۵	ہرنی کی فریاد	۵۰۹	خاوند کا عجیب واقعہ
۵۳۶	معجزہ مصطفیٰ ﷺ	۵۱۰	فوائد طوالت
۵۳۸	عید مبارک	۵۱۱	عابد اذان اور نماز
۵۳۸	لباس جمعہ		لطیفہ: اور پھر اس نے ستائش بار
۵۳۹	دعائیں قبول	۵۱۲	عشاء کی نماز ادا کی
۵۴۰	جمعہ اور صلوٰۃ والسلام	۵۱۲	فوائد جلیلہ
"	جمعہ اور سفر		حکایت: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
"	جمعہ کا قصد اچھوڑنا	۵۱۶	اور تکبیر تحریم کی عظمت
۵۴۱	باب ۱۳ فضائل زکوٰۃ		حکایت عجیبہ: اللہ اکبر کے
۵۴۳	حکایت: منکر زکوٰۃ کی قبر میں سانپ	۵۱۷	رموز و اسرار
"	حکایت: منکر زکوٰۃ کی پشت پر سوداغ		حکایت: حضرت ابراہیم بن ادہم
۵۴۴	حکایت: محلہ نامی منکر زکوٰۃ	۵۱۸	اور ان کی رفیقہ جنت
	کا انجام		حکایت: حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ
۵۴۴	لطیفہ: محلہ نامی منکر زکوٰۃ	۵۱۹	اور غافلین
	کا انجام		حکایت: یہ کیسا خدا ہے جس کی
۵۴۴	لطیفہ: کافر سے جزیہ لینے کی برکت	۵۲۱	تم پوچھا کر رہے ہو



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۵۸	حکایت: جب حضرت داؤد طائی اچانک	۵۲۵	جسمانی زکوٰۃ - روحانی پہلو
	بے ہوش ہو کر گر پڑے		حکایت: حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمۃ
۵۵۸	غیبت کرنیوالے کو کھجوروں کا تحفہ	۵۲۵	اور چاند نما چہرہ
۵۵۹	باب ۱۷ یتیم بر احسان		حکایت: پھر اچانک اس کی آنکھ
۵۶۱	حکایت: حضرت عمر بن عبدالعزیز ؓ	۵۲۶	پر تیر آگیا
۵۶۱	چغل خور کی نحوست	۵۲۶	حکمت، نگاہ فراست
۵۶۲	باب ۱۸ روزوں کے فضائل	۵۲۷	جھوٹ کی مذمت
۵۶۲	ماہِ رجب کے روزے	۵۲۸	سچائی کی عظمت
۵۶۲	فوائدِ جلیلہ		حکایت: اور پھر حضرت شیخ شبلی ؒ
۵۶۵	حکایت: ایک عابدہ خاتون کی	۵۵۰	نے علم صرف و نحو چھوڑ دیا
	بوقت وصال وصیت	۵۵۰	لطیفہ: بگناہ کے سات مرکزی اعضا
۵۶۵	لطائف	"	حکایت: سچائی کی بنیاد
۵۶۸	فضائل ماہِ شعبان اور صلوٰۃ التسبیح	۵۵۱	باب ۱۵ تکبر کی مذمت
۵۶۹	برکاتِ شبِ برات		حکایت: اور پھر مجھ پر ذلت
۵۷۰	حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا	۵۵۲	مسلط کر دی گئی
	ایک گنبدِ نما بعد کو دیکھنا		حکایت: حضرت بایزید بسطامی ؒ
۵۷۱	صلوٰۃ التسبیح	۵۵۲	کو طلبہ نے پکڑ لیا
"	طریقہ نماز تسبیح	۵۵۳	حکایت: ایک ہزار درہم کی انگوٹھی
۵۷۲	نمازِ نفل باجماعت کا حکم (نوٹ)	۵۵۴	حکایت: عرش کا طول و عرض
	حکایت: حضرت مالک بن دینار ؒ		حکایت: جب شاہِ حبشہ کو سر پر
۵۷۲	کاتب ہونا	۵۵۴	تاج سجائے دیکھا
۵۵۴	لطیفہ: شعبان کے حروف کی برکات	۵۵۶	باب ۱۶ غیبت کی مذمت
۵۵۵	باب ۱۹ فضائل ماہِ رمضان المبارک	۵۵۷	موعظت
۵۵۵	دو فوائد	۵۵۷	حکایت: چغل خور غلام

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۹۹	حکایت: یوم عاشورہ اور سات	۵۷۷	درجات روزہ
"	درہم کا صدقہ	۵۷۸	فوائد جلیلہ
۶۰۰	موعظت-فائدہ	۵۸۰	حکایت: احترام ماہ رمضان کا انعام
۶۰۱	باب ۲۱	۵۸۱	تیس سے زائد روزے
	بھوک کی فضیلت، سیری کی لذت	۵۸۲	صدقہ فطر
۶۰۲	حکایت: حضرت یحییٰ علیہ السلام	۵۸۳	فضائل شب قدر
	کی شیطان سے گفتگو		حکایت: چار شخص اور ۸۰، ۸۰
۶۰۳	حکایت: تیرے عشق میں کھانا پینا	۵۸۴	سال عبادت
	بھول گیا	۵۸۴	رحمت کا وارث
۶۰۶	باب ۲۲ فضائل حج و زیارت	۵۸۴	حضرت مقاتل بیان کرتے ہیں
۶۰۷	حکایت: حضرت سلیمان علیہ السلام	۵۸۵	شب قدر
	کامع لشکر بیت اللہ شریف آنا اور	۵۸۵	حکایت: سعادت شب قدر
	طواف نہ کرنا	۵۸۷	فضائل عیدین اور قربانی
۶۰۸	حکایت: ۷۷ حج	۵۸۷	عرفہ کا روزہ
۶۰۹	آب زم زم	۵۸۹	شیطان کا ماتم کرنا؟
	حکایت: حضرت ابراہیم علیہ السلام		حکایت: الہی برکات عرفہ سے محروم
۶۱۰	کی بوڑھوں کیلئے دعائے مغفرت	۵۹۰	نہ فرماتا
۶۱۲	ارکان حج	۵۹۱	قربانی کس کس پر واجب ہے؟
۶۱۵	آغاز طواف	۵۹۳	ایصال ثواب
۶۱۷	اقسام حج	۵۹۳	شیطان کا حملہ
۶۱۸	زیارت گنبد خضرا	۵۹۴	حکایت: قبر سے نور کے شعلے
	حکایت: حضرت شیخ صدیق	۵۹۴	حکایت: قیامت کا منظر
	احمد رفاہی رحمہ اللہ کا بارگاہ	۵۹۵	باب ۲۰ فضائل ماہ محرم الحرام
۶۱۸	رحمتہ للعالمین میں سلام پیش کرنا	۵۹۹	حکایت: بحرمت یوم عاشورہ نجات



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۴۳	حکایت: حضرت سیدنا فاروق اعظم	۶۲۳	باب ۲۳ فضائل جماد
۶۴۳	حکایت: ۱؎ کا ایک نشستی کو چھوڑنا	۶۲۵	حکایت: اس میں میرے سر کے بال ہیں
۶۴۳	لطیفہ: غصہ اور تین شخص	۶۲۶	لطیفہ-فائدہ-اقسام شہادت
۶۴۴	فائدہ-لطیفہ: حقیقی فرزند کے قاتل	۶۲۶	حکایت: راہ حق کا مجاہد
۶۴۴	کو آزاد کر دیا	۶۲۷	شہید زندہ ہیں
۶۴۵	باب ۲۶	۶۲۸	باب ۲۴ خدمت والدین
۶۴۵	جو دو کرم اور سلام کا جواب	۶۲۸	حکایت: اور اس نے باپ بیٹے کو
۶۴۷	حکایت: بارگاہ مصطفیٰ علیہ التعمیم	۶۲۸	قتل کر دیا
۶۴۷	والثناء میں ایک خاتون کا آنا جس	۶۳۳	حضرت خضر علیہ السلام اور
۶۴۷	کہا تھ خشک ہو چکا تھا	۶۳۳	والدین سے حسن سلوک
۶۴۷	بھجور کے درخت کا منتقل ہونا	۶۳۳	امتا: تڑپ اٹھی
۶۴۸	احسان عظیم	۶۳۴	حکایت: عجیب و غریب گنبد
۶۵۰	حکایت: تاجروں کا ایثار	۶۳۵	حکایت: ساٹھ ہزار اشرفیاں
۶۵۰	حکایت: اس نے اپنی حیثیت سے	۶۳۵	حکایت: ماں کی دعا
۶۵۰	کام سرانجام دیا، ہم نے اپنی	۶۳۶	حکایت: داڑھی جو اہرات و یا قوت
۶۵۰	حیثیت سے انعام دیا	۶۳۶	سے مزین ہے
۶۵۰	حکایت: ایک صالح کی صالح بیوی	۶۳۶	حکایت: حضرت موسیٰ علیہ السلام
۶۵۱	حکایت: حضرت عبداللہ بن مبارک	۶۳۶	کاجنت میں رفیق
۶۵۲	اور زیارت رسول کریم ﷺ	۶۳۸	حکایت: برکات حرمت والدین
۶۵۲	السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ	۶۳۹	ایصال ثواب کی برکت
۶۵۲	محتاجی ختم	۶۴۱	باب ۲۵: تحمل و بردباری
۶۵۳	نفع بخش باتیں	۶۴۲	دعائے خاص
۶۵۳	جنتی محل	۶۴۲	حکایت: مامون رشید کی لونڈی
۶۵۳	عمدہ تحفہ		



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۷۰	سب سے بڑا عاقل	۶۵۴	تختے اور ہدیے
۶۷۰	حکایت: قیامت قائم ہے	۶۵۵	باب ۲۷ عنایات الہی
۶۷۱	خصوصی دعا	۶۵۶	خزائن رحمت
۶۷۱	عجیب شہر	۶۵۶	کریم اور اکرم
۶۷۲	تختے طلاق	"	وادی عفو
۶۷۲	زاہد کی رہائی	۶۵۷	کریم ہی کریم
۶۷۵	باب ۳۱ توکل	۶۵۹	باب ۲۸ فضائل صدقات
۶۷۶	فضل خدا	۶۶۰	آوازۂ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
۶۷۷	خالق کی سفارش	۶۶۱	سفید لباس
۶۷۸	صاحب عزت	۶۶۱	چار دعائیں
۶۷۹	منہ پر سانپ	۶۶۲	چار تھیلیاں
۶۷۹	مقام شرم		حکایت: اور حبیب عجمی علیہ الرحمۃ
"	متوکل پرندہ	۶۶۳	نے گوندھا ہوا آٹا سائل کو دے دیا
۶۸۰	دعائے معطر	۶۶۳	نمک، پانی اور آگ
"	خدائی کھانا	۶۶۴	بیزارام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما
۶۸۱	کسب معاش - خلاف توکل؟	۶۶۴	ایک روٹی، ایصال ثواب کی برکت
۶۸۲	عجیب پرورش، سچا زاہد، اندھا بلا	۶۶۵	بیزار - جزاک اللہ
۶۸۳	افضل کن؟ بے قدر، دور و نیاں	۶۶۶	عجیب سانپ
۶۸۴	راحت دل، دور رکعت	۶۶۷	باب ۲۹ ہمسایہ سے حسن سلوک
۶۸۴	سورج اٹنے پاؤں پلٹے	۶۶۷	یہودی مسلمان ہو گیا
❖❖❖	آگے پڑھئے زیمنت الحافل	۶۶۸	خدا سے لڑائی
❖❖❖	ترجمہ نزہۃ المجالس جلد دوم	۶۶۸	ہمسایہ کے حقوق
		۶۶۹	باب ۳۰ زہد و قناعت

# الجزء الأول

نزهة المجالس ومُنْتَجَبُ النِّفَائِسِ

للعالم العلامة الشيخ عبد الرحمن الصفوري الشافعي

وبهامشه كتاب

طَهَارَةُ الْقُلُوبِ وَالْخُضُوعُ لِعِلَامِ الْغُيُوبِ

لِسَيِّدِي عَبْدِ الْغَنِيِّ الدِّيرِينِي

تطلب من  
مكتبة ومطبعة

محمد علي صبيح وأولاده

بميدان الأنهر مصر

تليفون ٤٨٥٨٠

بونت ترجميش لظرنه نمبر كا عكس : تالميش قصري



# نزهة المجالس

وَمُنْتَحَبُ النِّفَاسِ

تَأْلِيفَ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ السَّلَامِ

الصَّفُورِيِّ الشَّافِعِيِّ

مِنْ عُلَمَاءِ الْقَرْنِ الثَّانِعِ الْهَجْرِيِّ

رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى

الجزء الأول

دار الحديث

بيروت

وقت ترجمہ پیش نظر نسخہ نمبر ۲ کا عکس بتائیں قصوی



## حضرت مترجم علامہ تابش قصوری صاحب زید مجدہ

نزہت المجالس کا پیش نظر ترجمہ پاک و ہند کی معروف علمی اور تحریری شخصیت مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری زید لطفہ نے کیا ہے کہ جو اپنی گوناگوں صفات کی بناء پر جواں سال علماء و فضلاء میں یکتا حیثیت کے حامل ہیں، آپ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، میں شعبہ فارسی کے متخصص مدرس بھی ہیں اور مقبول عام خطیب بھی، جب کہ یہ دونوں صفات بہت کم علماء میں جمع ہوتی ہیں، آپ صاحب طرز ادیب اور پاکیزہ فطرت شاعر بھی ہیں۔ قدرت نے انہیں حاضر دماغی اور لطیف حس مزاح کا وافر حصہ عطا کیا ہے جس محفل میں موجود ہوں اسے کشت زعفران بنا دینے کا ملکہ رکھتے ہیں جب سے انہوں نے فارسی جماعت کو پڑھانا شروع کیا ہے اس وقت سے طلباء کی تعداد میں سال بسال اضافہ ہی ہوا ہے یہاں تک کہ ان کی کلاس کی تعداد سو سو تک پہنچ جاتی ہے، آپ جامعہ کے واحد استاذ ہیں۔ جن کے شاگرد دورہ حدیث تک ہر کلاس میں موجود ہوتے ہیں، طلباء احباب اساتذہ اور منتظمین سبھی کے ہاں مقبول بلکہ محبوب ہیں۔

ماہنامہ ضیائے حرم اپریل 1971ء میں مولانا محمد منشا تابش قصوری کا ارسال کردہ، شہید جنگ آزادی 1857ء مولانا کفایت علی کافی مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعارف اور ان کی ایک نعت شائع ہوئی، ارسال کنندہ کی حیثیت سے

ان کا ایڈریس بھی تحریر تھا ”خطیب جامع مسجد فردوس ٹینریز مرید کے ضلع شیخوپورہ راقم ان دنوں جامعہ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور میں مدرس تھا اور بطل حریت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوانح حیات اور جنگ آزادی 1857ء میں ان کے مجاہدانہ و سرفروشانہ کارناموں پر مشتمل کتاب ”باغی ہندوستان“ کی تلاش میں تھا سوچا کیوں نہ آپ سے رابطہ کیا جائے، ممکن ہے آپ کے توسط سے کتاب کا سراغ مل جائے، عریضہ ارسال کیا اور درخواست کی کہ اس کتاب کی تلاش میں امداد کریں، موصوف نے لاہور کی تقریباً تمام قابل ذکر لائبریریاں چھان ڈالیں اور آخر کار ”الفلاح بلڈنگ“ کی لائبریری سے کتاب ڈھونڈ نکالی لیکن مشکل یہ پیش آئی کہ لائبریرین کتاب دینے پر کسی صورت تیار نہ ہوا بعد ازاں یہ کتاب جناب محمد عالم مختار حق کے ذاتی کتاب خانہ سے مل گئی اور انہوں نے ازراہ عنایت اشاعت کے لئے دے دی۔ یہ تھا مولانا تابش قصوری کے ساتھ پہلا تعارف، الحمد للہ! اس دن سے آج تک ان کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ بدستور قائم رہیں گے۔

1974ء میں راقم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں تدریسی خدمات پر مامور ہوا تو حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ و تنظیم المدارس، مولانا محمد منشا تابش قصوری، مولانا محمد جعفر ضیائی اور راقم نے مل کر مکتبہ قادریہ کا آغاز کیا، ہم چاروں افراد نے کس ماہانہ پچاس روپے جمع کرتے جب کچھ مناسب رقم بن جاتی تو کوئی رسالہ یا کتاب شائع کر دیتے، یہ اشتراک و تعاون سالہا سال جاری رہا اور تاریخی اہمیت کی حامل متعدد کتابیں شائع ہوئیں جن میں ”باغی ہندوستان“ یاد اعلیٰ حضرت، اغثنی یا رسول اللہ، تذکرہ اکابر اہل سنت، تعارف علمائے اہلسنت، مراۃ التمانیف، نغمہ توحید اور تاریخ نتالیاں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔



اس دور میں مولانا محمد منشا تابش قصوری ہفتے میں ایک دو مرتبہ مرید کے سے لاہور آتے اور بعض اوقات رات بھی مکتبہ قادریہ میں قیام کرتے، کسی کتاب کی تصحیح کی جاتی، کسی کی کاپیاں جوڑی جاتیں، آئندہ شائع کی جانے والی کتابوں کے بارے میں صلاح مشورہ ہوتا، سرگرمی اور فعالیت کے اعتبار سے وہ دور مکتبہ قادریہ کا زریں دور تھا، کاش کہ وہ دوبارہ لوٹ آئے۔

تقریباً چوتھائی صدی کا یہ عرصہ رفاقت کسی انسان کے مزاج کو سمجھنے کے لئے کم نہیں، میں نے انہیں سراپا اخلاص و للیت، جفاکش، صاف گو، پاک نظر اور پیکر استغنا پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ان کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے، ملک و ملت کا گہرا درد رکھتے ہیں، بیدار مغز اور زبردست قوت فیصلہ کے مالک ہیں۔

مولانا محمد منشا تابش قصوری ابن الحاج میاں اللہ دین صاحب آرائیں، 1362ھ-1944ء کو موضع ہری ہر، ضلع قصور میں پیدا ہوئے، والدہ ماجدہ دینی ذوق رکھنے والی عبادت گزار خاتون تھیں، عام طور پر پنجابی زبان میں لکھی ہوئی دینی کتابیں پڑھتی رہتیں۔ والد ماجد کو قرآن پاک کا ایک پارہ یاد تھا، قرآن پاک گھر میں پڑھنے کے بعد لورڈ مل سکول برج کلاں سے وظیفے کا امتحان پاس کیا، پھر ہائی سکول گنڈ اسنگھ والا میں داخلہ لیا، جمعہ کے دن اپنے بڑے بھائی الحاج محمد دین صاحب کے ساتھ قصور جاتے، مناظر اسلام مولانا محمد اچھروی اور مولانا علامہ الحاج محمد شریف صاحب نوری قصوری رحمہما اللہ تعالیٰ کی تقریر سن کر دین متین کی مزید محبت دل میں پیدا ہوئی اور دس سال کی عمر میں اپنے گاؤں میں پہلا جلسہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرایا، ساتویں جماعت میں تھے کہ دل میں علم دین حاصل کرنے کا شوق اور بڑھا تو ہر وقت اپنے ہی ایک مصرع کا وظیفہ کرنے لگے۔



بھانویں فیل ہوداں بھانویں پاس ہوداں

ڈیرہ درس دے وچ جا لاونا این

چنانچہ میٹرک پاس کرنے کے بعد 1957ء میں خود ہی دارالعلوم حنیفہ فریدیہ بصیرپور جاکر داخلہ لے لیا اور 1963ء میں فارغ ہوئے تاہم دستار فضیلت اور سند فراغت کی سعادت 1965ء میں حاصل ہوئی۔ حضرت مولانا الحاج ضیاء القادری بدایونی شاعر آستانہ دہلی نے اس موقع پر طویل نظم لکھی جس کے مقطع میں تاریخ فراغت نکالی۔

منشائے محمد کو منشائے خدا سمجھا

تاریخ ضیا کئے ”ابرار شریعت“ ۲

اس عرصے میں آپ نے حضرت فقیہ اعظم مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی اشرفی مہتمم دارالعلوم حنیفہ فریدیہ بصیرپور، حضرت علامہ مولانا ابوالفیاض محمد باقر ضیاء النوری صدر المدرسین، حضرت مولانا ابوالانعام محمد رمضان محقق النوری، حضرت مولانا صاحبزادہ ابوالفضل محمد نصر اللہ صاحب نوری، حضرت مولانا علامہ ابوالبقاء محمد حبیب اللہ نوری رحمہم اللہ تعالیٰ اور حضرت علامہ ابوالاسد محمد ہاشم علی صاحب نوری مدظلہ سے اکتساب علم و فیض کیا۔

علامہ تائبش قصوری صاحب نئے نئے دارالعلوم میں داخل ہوئے تھے، محلے سے ابتدائی طلباء باری باری چند مخصوص گھروں سے کھانا لایا کرتے تھے ایک دن انہیں بھی کہا گیا کہ آج تم روٹیاں لاؤ گے، آپ نے صاف کہہ دیا کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ معاملہ حضرت فقیہ اعظم تک پہنچا، انہوں نے فرمایا، تم محلے سے روٹی لینے کیوں نہیں جاتے؟ آپ نے کہا! جناب! میں ارائیں خاندان کا فرد ہوں مجھے میرے والدین نے مانگنے کا طریقہ نہیں سکھایا! اس پر حضرت فقیہ اعظم نے فرمایا! میں بھی ارائیں خاندان سے تعلق رکھتا ہوں لہذا تمہیں مستثنیٰ کیا جاتا ہے۔

علامہ تائش قصوری رنگارنگ خوبیوں اور اساتذہ کے ساتھ والہانہ محبت و عقیدت کی بناء پر اساتذہ کی آنکھ کا تارا تھے، حضرت فقیہ اعظم بھی انہیں بڑی محبت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے، علم کی لگن کا یہ عالم تھا کہ تمام عرصہ تعلیم میں صرف سترہ چھٹیاں کیں۔ ایک دفعہ علالت کی بناء رخصت لیکر گھر چلے گئے، کچھ دنوں بعد حضرت فقیہ اعظم نے گرامی نامہ ارسال فرمایا اور اس میں تحریر کیا میں انتظار میں تھا کہ تم جلد آجاؤ گے کیونکہ

دیدن روئے عزیزاں روئے جاں تازہ کند

اللہ اللہ! کیا اساتذہ تھے، جو اپنے شاگردوں کو حقیقی اولاد والی محبت عطا کرتے، اسی کا نتیجہ تھا کہ شاگرد بھی اساتذہ پر جان چھڑکتے تھے اور اساتذہ کے مشن کیلئے تمام توانائیاں صرف کر دیتے۔ حضرت فقیہ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ 13 اپریل 1966ء کے تحریر کردہ مکتوب میں لکھتے ہیں۔

عزیز القدر منشائے من سلمہ ربہ ذوالمنن

16 دسمبر 1964ء کے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:

فرزند عزیز مولانا محمد منشا صاحب سلمہ ربہ تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی!

آج جب کہ فقیر آپ کے لئے سرپا انتظار تھا چودھری محمد دین صاحب آپ کا خط لے کر آگئے، بڑی تکلیف ہوئی اور دلی دعا ہو رہی ہے کہ آپ کو صرف ایک طالب علم ہی تصور نہیں کرتا بلکہ خصوصی فرزند ارجمند جانتا ہوں اور اہل محبت کا قول ہے۔

دیدن روئے عزیزاں روئے جاں تازہ کند

22 فروری 1963ء کے مکتوب میں یہ دعائیہ کلمات بھی پڑھنے کے لائق

ہیں۔

اور ساتھ ہی دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العالمین تمہیں اپنا خصوصی بنائے



اور بارگاہ سید المجوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں خصوصی منظوری اور خاص الخاص حاضری بخشے جو منشاء عشاق حقیقیہ کا عین مطلوب ہے۔

والدین، اساتذہ اور بزرگوں کی دعاؤں کا اثر ہے کہ آپ کو 1972ء میں حج و زیارت کی سعادت حاصل ہوئی پھر 1979ء میں والدہ ماجدہ رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہمراہ والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج بدل کیا اور 1994ء میں پھر حج کعبہ و زیارت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعمت عظمیٰ ہے سرفراز ہو چکے ہیں، اس مرتبہ حرمین طہیں میں ہم زیادہ تر اکٹھے رہے کیونکہ راقم کو بھی اسی سال دوسری بار حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔

1972ء میں مسجد نبوی میں حضرت فقیہ اعظم سے بخاری شریف کا دوبارہ درس لیا اور سند خاص حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں حضرت شیخ الاسلام مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی خلیفہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہما سے دلائل الخیرات شریف کی اجازت حاصل کی۔ 1971ء میں حضرت شیخ الاسلام الحاج الحافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ 18 صفر المظفر 1416ھ - 17 جولائی 1995ء کو پیر طریقت بدر اشرفیت حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ نے سلطان التارکین حضرت پیر سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سالانہ عرس مقدس کی عظیم الشان تقریب سعید میں آپ کو سلسلہ اشرفیہ چشتیہ اور سلاسل اربعہ کی خلافت و اجازت سے نوازا، آستانہ عالیہ کچھوچھ شریف کا خصوصی جبہ اور مخصوص دستار کے ساتھ سند بھی عنایت فرمائی۔

علامہ تابش قصوری شعروخی کا بھی عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ تیسری جماعت سے شعر کہنے لگے۔ شاعر آستانہ حضرت مولانا الحاج ضیاء القادری بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ شریف تلمذ رکھتے ہیں، ایک سو سے زیادہ نعتیں اور بزرگان دین کے مناقب لکھ چکے ہیں، ان کے مضامین نظم و نثر سے، پاک و ہند کے مقتدر



جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں اور اب بھی بحمدہ تعالیٰ یہ سلسلہ جاری ہے۔  
 زمانہ طالب علمی سے لیکر آج تک پاک و ہند کی مشہور شخصیات کے  
 ساتھ ان کی مراسلت جاری ہے۔ دارالعلوم فیض الرسول، براؤن شریف یوپی  
 (بھارت) مقتدر دینی ادارہ ہے علامہ تابش قصوری نے تجویز دی تھی کہ اس  
 ادارے کی طرف سے ماہنامہ فیض الرسول جاری ہونا چاہیے جسے انتظامیہ نے  
 منظور کیا اور آج بھی فیض الرسول دین و مسلک کی گراں قدر خدمات  
 انجام دے رہا ہے اس کے علاوہ پاکستانی مطبوعات ہندوستان کے دوستوں کو  
 بھجوا کر ان کی اشاعت کی ترغیب دیتے رہے اور ہندوستان کے علماء اہل سنت  
 کی مطبوعات منگوا کر پاکستانی اداروں کو فراہم کرتے رہے اس طرح پاک و ہند  
 کے علماء اہل سنت میں اشاعتی سطح پر ایک انقلاب پھا ہو گیا۔

رئیس التحریر علامہ ارشد القادری مدظلہ کی شہرہ آفاق تصنیف زلزلہ کی  
 پاکستان میں اشاعت کا سہرا بھی آپ کے سر ہے جبکہ موصوف ہی کی کتاب ”  
 زلف و زنجیر“ کے نام سے از خود مرتب کر کے شائع کی جو بھارت میں لالہ زار  
 کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔

ایک عرصہ تک مرکزی مجلس رضا لاہور کے ساتھ کتابوں کے تیاری اور  
 تصحیح کے سلسلے میں تعاون کرتے رہے، ان دنوں رضا اکیڈمی، لاہور کے روح  
 رواں ہیں، یاد رہے کہ رضا اکیڈمی مختصر عرصے میں ایک سو سے زائد کتابیں  
 عربی، انگلش، فارسی، اردو اور پنجابی میں شائع کر چکی ہے۔

علامہ تابش قصوری 1983ء سے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے شعبہ  
 فارسی کے استاذ اور شعبہ نشر و اشاعت کے ناظم ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا  
 ضیاء الدین مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وصال سے تین سال قبل جامع ظفریہ  
 مرید کے میں خطابت کے منصب پر مقرر فرمایا، آپ نے مرید کے میں مکتبہ  
 اشرفیہ قائم کیا ہوا ہے جو دینی مسلکی لٹریچر کی اشاعت و تقسیم میں اہم کردار ادا

کر رہا ہے نیز سنی علماء کو نسل مرید کے کے صدر ہیں۔

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور کا ایک شعبہ انجمن حزب الرحمن ہے جس کی طرف سے ماہنامہ نور الحیب شائع ہوتا ہے ابتداً علامہ محمد شریف نوری قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے ناظم اعلیٰ اور علامہ تابش قصوری نائب ناظم تھے۔ علامہ نوری صاحب کے وصال کے بعد ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے اور آج بھی آپ اس انجمن کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ اس کے علاوہ نہ جانے کتنے اداروں اور کتنے مشائخ کے ساتھ وابستہ ہیں اور فی سبیل اللہ خدمات انجام دے رہے ہیں آپ کی ریڈیو پاکستان لاہور سے متعدد تقریریں نشر ہو چکی ہیں۔ علامہ تابش قصوری کی متعدد تصانیف زیور طبع سے آراستہ ہیں بعض کے کوئی کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں، ان کی تالیفات کے نام یہ ہیں۔

اغثنی یا رسول اللہ، ترجمہ موطا امام محمد، دعوت فکر، اس کا عربی ترجمہ بھی چھپ چکا ہے، محمد نور، جامعہ نظامیہ رضویہ کا تاریخی جائزہ، جامعہ نظامیہ کا تحریک نظام مصطفیٰ میں کردار، میلاد النبی کا انقلاب آفرین پیام، نورانی حکایات، نذرانہ عقیدت بحضور فقیہ اعظم، گلزار رحمانی، تذکرۃ الصدیق، مطالب القرآن، قرآنی آیات کی مختلف موضوعات کے اعتبار سے مبسوط فہرست جسے کنز الایمان کے ساتھ چاند کمپنی لاہور نے شائع کیا۔ انوار امام اعظم، محفل نعت ”مجموعہ نعت حسن عبادت“ انوار الصیام“ اشرفی قاعدہ وغیرہ، غیر مطبوعہ ان کے علاوہ ہیں۔

علامہ تابش قصوری کے دو ہونہار صاحبزادے (۱) محمد محمود احمد، جس کا تاریخی نام پروفیسر محمد ایوب قادری نے حافظ قصوری (۱۳۹۵ھ) تجویز کیا، میٹرک کر چکے ہیں۔ (۲) حافظ محمد مسعود اشرف قصوری، دونوں صاحبزادے تحصیل علم میں مصروف ہیں الحمد للہ ثانی الذکر قرآن کریم حفظ کرنے کے ساتھ میٹرک کا امتحان فٹ ڈویژن میں پاس کر چکے ہیں۔ دو ہی صاحبزادیاں ہیں جو



اچھی خاصی علمی استعداد رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحت و سعادت کے ساتھ سلامت رکھے۔

جناب ملک شبیر احمد صاحب ناشران کتب دینیہ اردو بازار لاہور کی خوش بختی ہے کہ انہوں نے مختصر عرصے میں وسیع پیمانے پر دینی لٹریچر کی اشاعت کی ہے اور اہل سنت و جماعت کو مختلف موضوعات پر کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ فراہم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے اہل و عیال کو ہر قسم کی آفات و بلیات سے محفوظ رکھے۔  
الحمد للہ! علامہ تابش قصوری کے ترجمہ کے ساتھ زینت المحافل ترجمہ زہمت المجالس کی اشاعت کا شرف بھی حاصل کر رہے ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مترجم، ناشرین اور قارئین کو اس مبارک کتاب کی برکت سے ہمیشہ نوازتا رہے امین۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

7 رجب المرجب 1418ھ

ملکتہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ  
دربار مارکیٹ بالمقابل سستا ہوٹل لاہور

8 نومبر 1997ء

## مبلغ یورپ علامہ بدر القادری فاضل ہند خطیب ہالینڈ کے زینت المحافل پر گرانقدر کلمات

نویں صدی ہجری کے مشہور خطیب و صوفی شیخ عبدالرحمن بن عبدالسلام صفوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطبات و مواعظ کا مجموعہ نزہت المجالس صدیوں سے مقررین و واعظین علماء کا مرجع ہے جس میں تفسیر وفقہ کے رموز و اسرار بھی ہیں اور تصوف اور اخلاق کے موتی بھی۔۔۔۔۔ اب اس کتاب کو اردوئے معلیٰ کا جامہ پہنا رہے ہیں ہمارے مخلص دوست ادیب شبیر حضرت مولانا محمد منشاء صاحب تائبش قصوری دام ظلہ العالی۔

اس مفید ترین ذخیرہ علمی کو اردو کا قالب بخشنے میں حضرت مولانا نے جن عرق ریزیوں کی راہ طے کی۔ وہ تو مترجمین ہی جانیں۔۔۔۔۔ اردو، دان طبقہ کسی کتاب کے ترجمہ کو پڑھنے میں اگر اسے ترجمہ کے بجائے دراصل اسی زبان کی تصنیف محسوس کرنے لگے تو میں اسے مترجم کی زباں دانی اور قدرت لسانی کا کمال خیال کرتا ہوں۔

اور واقعی زینت المحافل کا مطالعہ کرتے وقت قاری اس بات کو فراموش کر جاتا ہے کہ میں کوئی ترجمہ پڑھ رہا ہوں۔ اس کامیاب ترین کوشش پر میں حضرت مولانا قصوری مدظلہ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اسی طرح شبیر برادرز کو اس خوبصورتی کے ساتھ پونے سات سو صفحات کی کتاب حسین اور دیدہ زیب گیٹ اپ کے ساتھ منظرعام تک لانے پر انہیں بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ خدا کرے ہمارے اسلامی مذہبی اور سنی تمام دینی لٹریچر دور حاضر کی اعلیٰ ترین طباعتی و اشاعتی خوبیوں سے مزین ہو کر شائقین کتب کو دعوت مطالعہ دیں اور حسن معنوی کے یہ خزینے حسن صوری کا حق بھی پالیں۔ آمین۔ امید ہے کہ زینت المحافل کی دوسری جلد بھی اس خوبی کے ساتھ طبع ہوگی۔

فقیر بدر القادری غفرلہ      ہالینڈ      3 صفر 1418ھ / 9 جولائی 1997ء



نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (قرآن کریم)

الحمد لله الذى قص لنا من اياته عجبا ، وافادنا بتوفيقه ارشادا وادبا  
○ وجعل القرآن دافعا عنا مقتا وغضبا ○ وانزله هدى ورحمة وعيدا  
ورهما ○ وارسل فينا رسولا كريما نجبا ، اطلعه على الحقائق ففاق  
اخا وابا وعرض عليه الجبال هذبا فاعرض عنها ونأى وابى وخصنا  
بشريعته القويمة وحبا ○ فامنا وصدقنا وله الفضل علينا وجبا لانه  
ادخلنا فى خزائن الغيب وخبا ○ احمده سبحانه واشكره واتوب  
اليه واستغفر حمدا ○ ارغم به الف من جحد وابى وابلغ به من فضله  
اتواسع رشدا واربا ○

واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة تكون للنجاة سببا ،  
واشهد ان سيدنا محمدا عبده ورسوله المخبى ، اشرف البرية حسبا  
واطهرهم نسباً - صلى الله عليه وعلى اله السادة النجا ، واصحابه  
الذين سادوا الخليقة عجباً وعرباً ○

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں ، جس کی ذات اقدس نے ہمارے  
لئے عجیب و غریب نشانیاں بیان فرمائیں اور ہمیں رشد و ہدایت سے نوازتے

ہوئے ان سے بہرہ مند ہونے کی توفیق عنایت فرمائی ، اور قرآن مجید کو مصائب  
و آلام سے بچنے کے لئے ہمارا محافظ بنایا ، جس میں ہدایت و رہنمائی ، رحمت و  
رافت ، عذاب و عتاب سے آگاہ کیا ، اور ہمارے لئے رسول کریم ، رؤف رحیم  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور انہیں علوم غیبیہ سے سرفراز فرما کر

ہر چیز کی حقیقت سے آگاہ کیا، اور آپ کو تمام جہانوں میں ممتاز فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے پہاڑ رکھے تاکہ آپ کے لئے وہ سونا بن جائیں مگر آپ نے ان سے اعراض فرمایا اور معذرت کی، اور ہمیں شریعت محمدیہ علیہ التیہ والثناء کے لئے مخصوص فرمایا نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے نواز کر ایمان و صداقت کی نعمتوں سے مالا مال کیا، اور ہم پر یہ اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل اور عظیم احسان ہے، کہ اس نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس و اطہر کو خاص کر ہمارے لئے اپنے خزان غیبیہ میں محفوظ رکھا،

اور میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ساتھ اس کا بھی شکر بجالاتا ہوں اسی سے امید رکھتا ہوں اور اسی سے مغفرت کا طالب ہوں، نیز میں اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثنا کرنا چاہتا ہوں جس سے منکر ذلیل و خوار ہوں اور وہ اپنے وسیع فضل و کرم سے کامیابی و کامرانی نصیب فرمائے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات واحد کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی وحدہ لا شریک ہے، یہی میری شہادت، ذریعہ نجات ہے، اور میں اس بات کی بھی میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عبد خاص اور جلیل القدر رسول ہیں۔ جو از روئے حسب و نسب تمام مخلوق سے زیادہ صاحب شان و شوکت اور طیب و طاہر ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ آپ پر آپ کی آل اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، پر، جنہیں عرب و عجم کی سیادت و قیادت کا شرف حاصل ہے، صلوٰۃ و سلام اور رحمت و برکت نازل فرمائے،

حمد و صلوٰۃ کے بعد اہل علم و فضل کے نفیس ترین قصص اور بزرگان دین کے احوال و اخبار سے دل فرحت و مسرت محسوس کرتا ہے، اس لئے میں نے انہیں محض ثواب کی نیت سے جمع کیا ہے، اللہ تعالیٰ نیت کی خرابی سے محفوظ رکھے، نیز مجھے اپنے ہر مسلمان بھائی سے امید ہے کہ وہ جب اسے



ملاحظہ کرے گا میرے لئے دعائے خیر فرمائے گا! وہ اوقات کتنے عمدہ ہوتے ہیں جن میں بہترین مقاصد پورے ہوں، میں اللہ تعالیٰ کی ذات والا برکت سے امداد کا طالب ہوں، جو جہات و حدود سے پاک ہے، اور اسی سے عرض گزار ہوں کہ وہ مجھے اہل ہدایت و سعادت میں شامل فرمائے، اور میری دعا ہے کہ وہ میرے والدین، اساتذہ، مشائخ کرام، اعز واقارب پر اپنا خصوصی و فضل و کرم فرمائے، اور ہمارے ساتھ مومنین اور ان تمام لوگوں کو بھی شامل فرمائے جو اس دعا پر آمین کہیں!! وان یشرک معنا ذلک من یقول امین والمومنین کلہم اجمعین (اعلم) وفقنی وایاک لما یرضی واعا ذنی وایاک من سوء القضا!!

تو جان لے! اللہ تعالیٰ مجھے اور تجھے اپنی رضا و خوشنودی سے نوازے اور بری موت سے مجھے اور تجھے محفوظ رکھے، آغاز کتاب سے پہلے میں اس کی تمہید بیان کرتا ہوں، وہ یہ کہ حضرت ابوالقاسم جنید رحمہ اللہ تعالیٰ سے بہ کثرت علماء نے بیان کیا ہے کہ کسی شخص نے ان سے حکایات الصالحین کے بارے میں سوال کیا کہ ان کا بیان کرنا، سننا سنانا اور پھیلانا کیسا ہے؟ آپ نے جواب فرمایا، 'ہی جند من جنود اللہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک ایسا لشکر ہے جن سے مریدین کے احوال درست ہوتے ہیں اور عارفین کے اسرار زندہ رہتے ہیں اور عشاق و محبین کے دلوں میں ذوق اور مشاقق کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، قیل فہل علی ذلک من دلیل؟ قال نعم! ان

سے کہا گیا کیا اس پر کوئی دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس کی قوی دلیل ہے وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فوادک، ہم تمام رسولوں کے واقعات کی اطلاع آپ کو دیں گے جن سے آپ کا دل مضبوط کریں!! (یعنی ان واقعات سے تمہارا دل خوشی سے تسکین پائے گا)

نیز مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول سے بڑی محبت ہے کہ اذکروا الصالحین یبارک علیکم، اولیاء کرام کا ذکر کیا کرو اس سے تمہارے لئے برکت نازل ہوں گی۔

نیز رسول کریم علیہ التھیہ والتسلیم کا یہ فرمان ”عند ذکر الصالحین تنزیل الرحمة“ صالحین کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے! پس ایسے بیانات سے مجھے انبیاء و رسل علیہم السلام، اولیاء کرام، صالحین اور عارفین کے حالات و واقعات شب و روز کے معمولات و عبادات جمع کرنے کا شوق پیدا ہوا، تاکہ میں ایسے عمدہ و نفیس ترین، لطائف حکمت و فوائد، پند و نصائح کی باتیں، پیش کروں جن سے لوگ راہ ہدایت پر گامزن ہوں، اور مسائل عقلیہ و نقلیہ اور تقیہ کا حسن و بالا ہو، نیز طبی نسخے جو مفید ترین ہوں اس میں شامل کروں! اور ساتھ ہی ساتھ اختصاراً نبی کریم خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و مناقب ضبط تحریر میں لاؤں جو گنبد خضرا میں حقیقہ زندہ ہیں ”وقطرة من مناقب خیر البریۃ من هو حی فی قبرہ حیۃ حقیقۃ وذاتہ فی ضریحہ الکریم علی الفراش طریۃ:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے جسم عالم سے چھپ جانے والے

(اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ)

نیز اہمات المؤمنین، اصحاب کرام، اور آپ کی پیاری امت کے اوصاف

حمیدہ رقم کروں! پس میں نے اس کتاب مستطاب کا نام ”نزہۃ المجالس و منتخب النفائس“ رکھا جسے متعدد ابواب اور فصول پر تقسیم کیا، اور اختتام پر جنت کا ذکر اس امید پر کیا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں بھی وہ نصیب فرمائے، امین اور اسی سے توفیق و اعانت کا طلب گار ہوں!



بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

فضیلتِ اخلاص

قال اللہ تعالیٰ : فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا (۱ لکھنؤ)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا، جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے، تو اسے اچھے عمل کرنے چاہئے، نیز وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے،

وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم : انما الاعمال بالنیات وانما لکم امری ما نوی، اور نبی کریم علیہ التیہ والتسلیم نے فرمایا، اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی وہ نیت کرے گا۔

وقال معروف الکرخی رحمہ اللہ تعالیٰ ' من عمل للشواب فهو من التجار ومن عمل خوفا من النار او طمعا فی الجنة فهو من العبيد ومن عمل لله فهو من الاحرار وهي المرتبة العلیاء۔

حضرت شیخ معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص نے ثواب کی غرض سے عمل کیا وہ تاجر ہے اور جو دوزخ کے خوف یا جنت کی طلب میں عمل کرتا ہے وہ غلام ہے اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے نیک کام کرتا ہے وہ حقیقتاً آزاد ہے اور یہی بلند ترین مرتبہ ہے۔

وقال اولیس القرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ : الدعاء بظہر الغیب افضل من الزيارة واللقاء ای لان الرياء قد يدخلهما۔

سید التابعین حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کسی شخص کی عدم موجودگی میں اس کے لئے دعا کرنا اس کی ملاقات و زیارت سے زیادہ افضل ہے کیونکہ اس کے سامنے اس کے لئے دعا کرنا ریاء کاری میں شامل ہے:

حکایت : احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ کسی عابد کو پتہ چلا کہ بعض لوگ فلاں درخت کی عبادت کرتے ہیں، وہ اسے کاٹنے کے ارادے سے چلا، کہ شیطان بشکل انسان سر راہ ملا اور کہنے لگا اگر تو نے اس درخت کو کاٹ بھی دیا تو لوگ کسی اور کی پوجا کرنے لگیں گے، لہذا تم اپنی عبادت میں مصروف رہو اور اسے مت کاٹو، عابد نے کہا میں اسے ضرور کاٹوں گا، شیطان نے پھر روکا تو دونوں میں ہاتھ پائی شروع ہو گئی یہاں تک کہ عابد نے شیطان کو بھاگنے پر مجبور کر دیا، مگر شیطان نے مکاری کا جال پھینکا اور اسے کہنے لگا میری بات مانو اور اپنی عبادت میں لگے رہو میں ہر رات دو اشرفیاں تیرے سرہانے رکھ دیا کروں گا، تو غریب اور نادار آدمی ہے، اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ کسی اپنے رسول کو بھیجتا جو اسے کاٹ دیتا۔ جب تو اس درخت کی خود عبادت نہیں کرتا تو تجھے اس سے کیا ہے، عابد شیطان کے جھانسنے میں آیا اور واپس چلا گیا، رات کو واقعی اسے سرہانے سے دو اشرفیاں



دستیاب ہوئیں، اسی طرح دوسری شب بھی ملیں۔ تین دن کچھ ہاتھ نہ لگا، پھر اسی درخت کو کاٹنے کے لئے باہر نکلا تو شیطان کو مد مقابل پایا۔ چنانچہ مقابلہ ہوا تو شیطان غالب رہا۔ عابد نے تعجب سے دریافت کیا! کیا وجہ ہے کہ پہلے میں تجھ پر غالب آیا اور آج تو؟ شیطان بولا! اس دن تو اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر غضب ناک ہوا تھا مگر آج تو دو اشرفیوں کے لئے! پتہ چلا نیت خالص، شیطان پر غلبہ دیتی ہے اور بدنیتی کے باعث شیطان غالب آ جاتا ہے۔

حکایت: ایک شخص جہاد کے لئے روانہ ہونے لگا تو اس نے تازہ گھاس بھی باندھ لی، تاکہ اسے فروخت کر کے، کچھ فائدہ اٹھائے، مگر رات کو اس نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آپس میں باتیں کر رہے ہیں کہ فلاں شخص کو مجاہد لکھو، فلاں کو نیک اور فلاں کو ریاکار لکھو، مگر جب اس شخص کی باری آئی تو فرشتے نے اسے دیکھتے ہی کہا اسے تاجر لکھو۔ وہ شخص پکارا، بڑے تعجب کی بات ہے میں تو جہاد کے لئے نکلا ہوں، فرشتہ بولا، تو نے روائگی کے وقت اپنے ساتھ گھاس اس نیت سے باندھ لی تھی کہ اسے فروخت کر کے نفع حاصل کروں گا، یہ سنتے ہی وہ شخص کف افسوس ملنے لگا تو دوسرے فرشتے نے کہا اب اسے مجاہدین میں شامل کرلو۔ اگرچہ اس نے راستہ میں گھاس نفع حاصل کرنے کے لئے اپنے ساتھ رکھ لی تھی، تاہم اس کے لئے وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا۔

لطیفہ: حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے تین باتوں کے سوا کبھی کوئی لغزش واقع نہیں ہوئی، ایک یہ کہ آپ نے فرمایا انی سقیم۔ میں بیمار ہوں اور بل فعلہ کبیر ہم ہذا۔ بلکہ بتوں کو ان کے بڑے بت نے توڑا، اور اپنی زوجہ محترمہ کے بارے میں فرمایا ہذہ اختی، یہ تو میری بہن ہے۔ حضرت شیخ ابن عربی فرماتے ہیں ان میں آپ کی دو باتیں تو

اللہ تعالیٰ کے لئے تمہیں اور تیری بات اپنی ذات کی نسبت سے تھی اور اپنی اہلیہ محترمہ کی حفاظت و صیانت کا پہلو نمایاں تھا، لہذا اللہ تعالیٰ کے لئے تو خالص عمل وہی ہوتا ہے جس میں دوسرے کے لئے ذرہ برابر بھی اتصال نہ ہو، ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کے متعلق ہذا ربی! کیا اسے میرا رب ٹھہراتے ہو؟ اس میں کسی قسم کی آمیزش نہیں اگرچہ آپ نے یہ کلام آغاز تبلیغ میں فرمایا تھا۔

حکایت: حضرت علامہ دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ حیات الحیوان میں تحریر کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو جاءہ و وحوش الفلأة تسلم علیہ و تزورہ جنگل کے جانور آپ کی خدمت میں سلام و زیارت کے لئے حاضر ہوئے آپ ہر جنس کے لئے دعا فرماتے رہے یہاں تک کہ جاءت طائفة من الطباء ایک ہرنوں کی ڈار آئی فدعاء لهن و مسح علی ظهورهم - پس آپ نے ان کے لئے بھی دعا فرمائی اور ان کی پیٹھ پر شفقت سے ہاتھ بھی پھیرا، تو ان میں نانہ (کستوری) پیدا ہو گئی، (ان سے جنگل مکھ اٹھا) ایک دوسری جماعت نے ان سے خوشبو کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا جب ہم آپ کی خدمت میں زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے دعا دینے کے ساتھ ساتھ ہماری پیٹھ پر دست شفقت پھیرا جس کے باعث ہم اس خصوصیت سے ممتاز ہوئے، یہ سنتے ہی ہرنوں کی دوسری ڈار حاضر ہوئی، آپ نے دعا فرمائی اور ان کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ مبارک بھی پھیرا مگر خوشبو نمودار نہ ہو سکی، وہ اپنے ہم جنسوں سے واپسی پر کہنے لگے ہم نے بھی تمہاری طرح عمل کیا تھا مگر مکھ پیدا نہ ہو سکی اس کا کیا سبب ہے، جواباً کہا! ہم نے تو آپ کی زیارت محض رضائے الہی کے لئے کی تھی اور تمہاری حاضری محض خوشبو حاصل کرنے کے لئے تھی، ہم اپنی خالص نیت کے باعث سرفراز ہوئے اور تم خلوص نیت کے فقدان کے باعث ناکام رہے۔



**مسائل: مسئلہ نمبر ۱:** اگر کسی شخص نے دوسرے شخص سے کہا تم اپنی نماز فرض ادا کرو میں تجھے ایک اشرفی ادا کروں گا، اس نے اپنی نماز ادا کر لی تو اس کی نماز ہو جائے گی لیکن کہنے والے پر اشرفی ادا کرنا واجب نہیں ہوگا۔ اسی طرح کسی نے غیرت دلائی اور اس نے حمیت کے پیش نظر روزہ رکھا تو اس کا روزہ ہو جائے گا۔ نیز کسی شخص نے قرض خواہ کے خوف سے نماز شروع کر دی تو نماز ہو جائے گی، (اگرچہ ان مسائل میں خالص نیت کا فقدان ہے)

**مسئلہ نمبر ۲:** شرح مہذب میں ذکر کیا گیا ہے کہ سورج گرہن، چاند گرہن کی نمازوں میں تکلیف سے محفوظ رہنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ نیز نماز استسقاء میں بارش کے باعث روزی کی غرض ہوتی ہے، تاہم یہ نمازیں ادا ہو جائیں گی۔

**مسئلہ نمبر ۳:** مشک پاک ہے اور وہ نافہ بھی جو ہرن کے زندہ ہونے کی حالت میں کٹ لی گئی ہو!! روضہ، کتاب الایمان میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے خوشبو حاصل کرنے کے لئے مشک کو غصب کر لیا اور کچھ مدت تک اس نے اپنے پاس رکھا تو اس پر اس کی اجرت دینا واجب ہے، کتاب الاجارہ میں مذکور ہے کہ خوشبودار پھول اور سیبوں کا صرف خوشبو حاصل کرنے کے لئے کرایہ پر لینا جائز ہے۔ ہاں اگر ایک آدھ سیب ہو تو غیر مناسب ہے۔ (نوٹ): یہ تقویٰ کی مثالیں ہیں۔

**حکمت:** علامہ ابن الصلاح، طبری سے روایت درج فرماتے ہیں کہ مشک کا نافہ ہرنی کے پیٹ سے ایسے ہی نکلتا ہے جیسے مرغی سے انڈا،

نزہۃ النفوس و الافکار میں ہے کہ مشک کا سونگھنا ہر قسم کے درد کے لئے فائدہ مند ہے۔ خصوصاً درد شقیقہ وغیرہ کے لئے، ہاں اگر سرمہ، ملا کر آنکھوں میں لگایا جائے تو بینائی بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح اگر مشک نافہ میں شد ملا کر بیاض چشم (موتیا، چٹا وغیرہ) والے کو لگایا جائے تو اس کی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔ ہرن کے بچے کا گوشت فالج اور قولنج (ہرنیا) کے لئے نہایت مفید

ابن طرخان نے طبِ نبوی میں بیان کیا ہے کہ مشک نافہ جملہ اعضاءِ باطنیہ کو طاقت بخشتا ہے۔ سو نگھا جائے یا کھایا جائے۔

کمزوری اور ضعف بدن کے لئے بے حد مفید ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مشک نافہ محبوب تھا۔

لطیفہ : علامہ نسفی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ : جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو انجیر کے درخت کے چار پتے بھی ساتھ لائے۔ جب آپکی توبہ قبول ہوئی تو تمام حیوانات قبولیتِ توبہ پر ہدیہ تبریک پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے، سب سے پہلے چار جانور خدمتِ اقدس میں پہنچے ان میں ایک ہرن تھا فاطمہا ورقۃ فصار منها المسک : آپ نے ایک پتہ ہرن کو کھلایا تو اسے مشک سے نوازا گیا والنحلۃ فاطمہا ورقۃ فصار منها العسل۔ ایک پتہ شہد کی مکھی کو کھلایا تو اس سے شہد ظاہر ہوا۔ وَالِدُ وَدَّةَ فاطمہا ورقۃ فصار منها الحریر۔ ان میں سے ایک پتہ ابریشم کے کیڑے کو کھلایا گیا تو اس سے ریشم پیدا ہوا، وَبِقَرۃِ الْبَحْرِ فاطمہا منها العنبر اور چوتھا جانور دریائی گائے تھی ایک پتہ اسے کھلایا گیا تو اس سے عنبر ہویدا ہوا۔ (گویا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں سلامی اور مبارکبادی کی یادگاریں قائم کر دی گئیں) میں نے نزہۃ النفوس والافکار میں دیکھا ہے کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے چار ثقہ راویوں نے خبر دی ہے کہ عنبر ایک قسم کی گھاس ہے جو قدرتِ الہیہ سے سمندر کے کنارے پیدا ہوتی ہے۔ جو بے حد فوائد کی حامل ہے یعنی اس سے دماغی طاقت بڑھتی ہے، دل مضبوط ہوتا ہے، حواسِ انسانیہ کی تقویت کا باعث ہے، معدہ کی تکلیف کو دور کرتی ہے، کھلایا جائے یا تیل کی طرح مالش کی جائے، نزہ، زکام، خصوصاً دردِ شقیقہ کے لئے اس کی دھونی اور روغنِ عنبر کی



مالش نہایت مفید ہے، روغن بان (بان) کا درخت عرب ممالک میں زیادہ پیدا ہوتا ہے) میں عنبر کو ملا کر مالش کی جائے تو جوڑوں کے درد کے لئے شافی ہے۔ نیز خوشبو کے لحاظ سے مشک نافہ کے بعد عنبر کو ہر ایک خوشبو پر فوقیت دی گئی ہے۔

حکایت: بزرگوں میں سے کسی بزرگ نے اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا مجھے تیس سال تک مسلسل پہلی صف میں باجماعت نماز پڑھنے کی سعادت حاصل رہی۔ مگر ایک دن تاخیر سے پہنچا تو دوسری صف میں جگہ ملی، لوگوں نے میری طرف دیکھا تو مجھے بہت شرمندگی محسوس ہوئی، دراصل میرے دل میں خیال آیا تھا کہ لوگ مجھے پہلی صف میں دیکھا کرتے ہیں۔ یہ بات میرے دل کو بہت بھلی معلوم ہوئی تھی۔ بس خود پسندی کی اسی بات نے مجھے دوسری صف میں کھڑا کر دیا، جب تک نیت خالص تھی۔ پہلی صف میں شمولیت نصیب رہی، جب نیت میں ذرہ برابر فرق آیا، تو یہ نتیجہ ظاہر ہوا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اخلاص کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مدح اور ذم برابر سمجھے، یعنی نہ تو تعریف سن کر خوشی و مسرت کا اظہار کرے اور نہ ہی اپنی برائی سے غصہ محسوس کرے،

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس کا ایک بھی قدم خالص، خدا کے لئے اٹھا ہو،

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں، لوگوں کے لئے کسی نیک کام کو چھوڑنا ریاء کاری ہے اور ان کے لئے کسی اچھے کام کو اختیار کرنا شرک ہے، اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں باتوں سے عافیت عطا فرمائے،

لطیفہ: حضرت علائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے جلدی سے نماز پڑھی،

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دُڑّہ لے کر اس کی طرف بڑھے، اور فرمایا نماز کو دوبارہ پڑھو، اس نے بڑے اطمینان سے نماز لوٹائی، تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کیا یہ عمدہ ہے یا جو تو نے پہلے ادا کی، اعرابی نے عرض کیا پہلی! اس لئے کہ وہ میں نے خالص لوجہ اللہ ادا کی تھی جبکہ دوبارہ تو محض آپ کے دُڑّے کے خوف سے پڑھی ہے۔

حکایت: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک اونٹنی گم گئی تو آپ نے فرمایا، اسے فی سبیل اللہ دیا، بعدہ کسی مخبر نے خبر دی کہ وہ اونٹنی فلاں جگہ موجود ہے۔ آپ یہ سنتے ہی اس طرف چلنے لگے مگر اچانک ٹھہر گئے اور استغفار کرنے لگے، اس بنا پر کہ آپ نے اسے گم ہوتے ہی راہ اللہ وقف کر دیا تھا،

حضرت ابوطالب مکی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں، کسی نے ایک آدمی کو خواب میں دیکھا تو اس سے دریافت کیا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک فرمایا ہے، اس نے کہا مجھے جنت میں داخل کیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی بڑی حسرت سے سرد آہ بھری، اس نے آہ بھرنے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا جب میں جنت میں پہنچا تو اعلیٰ علیین میں نہایت بلند و بالا حسین و جمیل محلات نظر نواز ہوئے جب میں ان کی طرف جانے لگا تو میرا راستہ روک لیا گیا، اور فرمایا اسے واپس لوٹا دو، یہ محلات تو ان لوگوں کے لئے ہیں جو راہ خدا میں نیت کے مطابق کر گزرتے ہیں، اور یہ شخص تو جب کسی چیز کے بارے میں فی سبیل اللہ کہتا تو عمل پیرا نہ ہوتا، اگر یہ اپنی نیت کے مطابق کچھ کر گزرتا تو آج ہم بھی اسے ان محلات کے راستے سے واپس نہ لوٹاتے،

اسی طرح ایک اور شخص کی حکایت کرتے ہیں کہ اسے کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا! اس نے کہا! میں نے جتنے بھی کام اللہ تعالیٰ کے لئے سرانجام دیئے ان تمام کا مجھے اجر نصیب



ہوا، یہاں تک کہ میری ایک بلی مر گئی تھی میں اس پر بھی ثواب کی امید رکھی تھی۔ چنانچہ نیکیوں کے پلے میں، میں نے اسے بھی پایا جب میں نے یہ ماجرا دیکھا تو عرض کیا! الہی! میرا ایک گدھا بھی تو تھا! آواز آئی تو نے اس کے متعلق ثواب کی امید نہیں رکھی تھی اگر تو نے اس کی خدمت میں بھی ثواب کی امید رکھی ہوتی تو اس کے بدلے بھی ثواب پاتا،

ایک صالحہ خاتون کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ اس نے اپنا لخت جگر راہ خدا میں دے دیا، پھر کافی مدت بعد وہ لڑکا اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور آواز دی کہ والد ماجدہ میں تمہارا فلاں بیٹا ہوں،

ماں نے جواباً فرمایا بیٹا! میں تمہیں راہ خدا میں دے چکی ہوں، اب میں تجھے کبھی نہیں دیکھوں گی، پھر وہ لڑکا حب الہی میں ایسا سرشار ہوا کہ اس نے کبھی کسی کو نگاہ اٹھا کر دیکھنا گوارا نہ کیا۔

مسئلہ: حضرت ابن العمام علیہ الرحمۃ نے تسہیل المقاصد میں درج فرمایا ہے مستحب ہے کہ جب کسی نمازی کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ اپنی ناک پر اپنا ہاتھ رکھ لے تاکہ یوں محسوس ہو کہ اس کی نکسیر پھوٹ پڑی ہے، اگرچہ یہ فعل سے ریاکاری محسوس ہوتی ہے، لیکن مستحب اس لئے ہے کہ رسول کریم علیہ التیہ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جب نماز کی حالت میں تمہارا وضو ٹوٹ جائے تو چاہئے کہ اس انداز سے لوٹے اور نیا وضو کرے۔

حکایت: حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی شہرہ کتاب رسالہ قشیریہ میں درج فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے نیت کر لی کہ اللہ تعالیٰ مال دنیا میں سے جو کچھ بھی عطا فرمائے گا میں اسے غرباء میں تقسیم کروں گا، چنانچہ ایک شخص نے اسے ایک اشرفی دی تو وہ دل ہی دل میں کہنے لگا اسے اپنے پاس ہی رہنے دیتا ہوں تاکہ بوقت ضرورت کام آئے تو اس نے اپنی نیت کے

مطابق راہ خدا میں صرف کرنے کی بجائے اپنے پاس رکھ لی، اسی اثنا میں اس کی داڑھ میں درد اٹھا، تو اس نے اسے نکلوا دیا، پھر دوسری داڑھ درد کا شکار ہو گئی، تو اسے بھی نکال باہر کیا، پھر اس نے ہاتھ غیبی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا اگر تو وہ اشرنی فقیروں کو نہیں دے گا تو تیرے منہ میں ایک بھی دانت باقی نہیں رہے گا۔

حکایت: حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ احياء العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد کا ریت کے پہاڑ کے پاس سے گزر ہوا، تو وہ دل ہی دل میں کہنے لگا، کیا ہی اچھا ہو کہ یہ ریت آٹا بن جائے اور میں بنی اسرائیل کے فقراء میں تقسیم کروں!

اللہ تعالیٰ نے اس دور کے نبی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ فلاں شخص سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تجھے تیری نیت کے مطابق اس پہاڑ کی ریت کے مطابق اتنی نیکیاں عطا کیں جتنا اس کی مقدار کے برابر آٹا بنتا ہے: جو کہ تو خیرات کرتا۔

حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں ان کی نیت کے مطابق ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رکھے گا۔ کیونکہ ایماندار کی یہ نیت ہوتی ہے کہ وہ تمام عمر خدا کی عبادت میں مصروف رہے اور کافر کی نیت ہوتی ہے کہ وہ مرتے دم تک کفر پر قائم رہے، (لہذا ہر دو اپنی اپنی نیت کے مطابق پھل پائیں گے)

نیز فرمایا: واتخذ بعضهم ضيافة و اوقد فيها الف مصباح فقال له رجل اسرفت فقال قم واطفى منها ما كان لغير الله فلم يقدر على اطفاء شئ منها۔

کسی شخص نے بعض احباب کی دعوت پر ایک ہزار چراغ روشن کئے تو ایک شخص نے (میزبان سے کہا تو نے اتنے چراغ روشن کر کے) فضول خرچی



کی (اسراف کیا ہے) میزبان نے جواباً فرمایا، جاؤ ان چراغوں میں سے جو غیر اللہ کے لئے جلایا گیا ہے اسے بجھا دو مگر وہ ایک بھی چراغ بجھا نہ سکا۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

**حکایت :** شیخ الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابوالحسن ثوری علیہ الرحمۃ کے متعلق کہا گیا کہ وہ لوگوں سے مانگتے رہتے ہیں، آپ نے یہ سنتے ہی ایک سو درہم وزن کا وزن کیا اور کچھ مزید وزن کئے بغیر ان کی خدمت میں بھیج دیئے۔ حضرت ابوالحسن ثوری علیہ الرحمۃ نے ان کے خادم کے ہاتھوں سو درہم جن کا وزن کیا گیا تھا واپس کر دیئے اور جتنے بلا وزن تھے وہ رکھ لئے۔ نیز فرمایا حضرت جنید چاہتے تھے کہ دونوں طرح فائدہ حاصل کریں یعنی یک صد اپنی طرف سے دے کر ثواب پائیں اور زائد صرف رضائے الہی کے حصول کی خاطر دیئے، پس میں نے جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے تھے وہ میں نے رکھ لئے اور جو انہوں نے اپنے لئے خاص کئے تھے واپس کر دیئے۔

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے یہ سنتے ہی فرمایا، ہاں جو کچھ ان کا تھا انہوں نے لے لیا اور جو ہمارا تھا اسے انہوں نے ترک فرمایا۔ (ممکن ہے اس زمانہ میں درہم و دینار وزن کرتے ہوں ماکہ گنتی کرنے میں جو وقت صرف ہوتا ہے اس سے بچا جاسکے) (تابش قصوری)

**حکایت :** مصنف علیہ الرحمۃ مزید رقمطراز ہیں کہ حضرت ابوالحسن ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی احمد بن محمد بغدادی ہے۔ جنہوں نے دو سو پچانوے ہجری میں وصال فرمایا، وہ اپنا ایک واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں غسل کے لئے کپڑے اتارے، غسل کر رہا تھا کہ چور آیا اور میرے کپڑے لے اڑا، ابھی تھوڑی سی دیر گزری تھی کہ واپس آکر اسی جگہ کپڑے چھوڑ گیا

مگر اس کا ایک ہاتھ اچانک اس کے جسم سے الگ ہو کر گر پڑا، میں عرض کیا: یا رب قدرت علی ثیابی فرد علیہ یدہ فردھا علیہ اللہ اس نے میرے کپڑے واپس کر دیئے پس تو بھی اسے اس کا ہاتھ واپس عنایت فرما، تو اسی وقت اس کا ہاتھ جسم کے ساتھ پیوست ہو گیا۔

**حکایت:** حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، کوئی بادشاہ سیروساحت کے لئے باہر نکلا فوجد رجلا ومعه بقرة فحلب منها قدر ثلاثین بقرة فتعجب الملك ثم نوى اخذها ..... تو اس نے ایک آدمی کے پاس ایک ایسی گائے دیکھی جو تیس گائے کی مقدار کے مطابق دودھ دیتی تھی، بادشاہ متعجب ہوا، اور اس نے وہ گائے خود لے جانے کی نیت کر لی۔ دوسرے دن دوہنے کے وقت پھر آیا تو گائے نے پہلے کی نسبت نصف دودھ دیا، بادشاہ نے پوچھا اس کا دودھ کیسے کم ہوا؟ کیا اسے چارہ وغیرہ نہیں ڈالا؟ مالک نے کہا اسے معمول کے مطابق چرایا گیا ہے، مگر محسوس ہوتا ہے کہ بادشاہ نے ظلم کا ارادہ کر لیا ہے، یہ سنتے ہی بادشاہ نے اپنی نیت درست کر لی تو گائے نے دودھ بھی ویسے دینا شروع کر دیا۔

**حکایت:** حضرت امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تجارتی مال آیا، تاجر خریداری کے لئے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا جب سورج طلوع ہوگا تو فروخت کیا جائے گا، جب صبح ہوئی تو کچھ اور تاجر بھی آئے جنہوں نے پہلے کی نسبت زیادہ قیمت لگائی، آپ نے فرمایا ہم نے رات کے وقت جن تاجروں کے لئے نیت کر لی تھی انہیں ہی دیں گے (اگرچہ تمہارا ریٹ ان سے زیادہ ہے)

**حکایت:** نوشیرواں، شکار کے لئے نکلا، راستے میں اسے پیاس محسوس ہوئی، اچانک ایک باغ نظر آیا اور اس میں ایک لڑکا دیکھا، تو اس سے پانی طلب کیا، اس نے کہا! یہاں پانی موجود نہیں، اس پر نوشیرواں نے کہا تو پھر ایک انار ہی



لے آؤ، چنانچہ اس نے ایک انار پیش کیا، بادشاہ کو بہت ہی شیریں لگا، اور ارادہ کر لیا کہ یہ بلغ اس سے لے لیا جائے، ساتھ ہی ایک اور انار مانگا، وہ لایا توڑا گیا تو وہ ترش نکلا۔ نوشیرواں نے کہا کیا یہ کسی اور پیڑ کا ہے اس نے کہا نہیں، اسی درخت سے لیا ہے، نوشیرواں نے کہا پھر اس کا ذائقہ بدلا ہوا کیوں ہے؟ لڑکے نے جواباً کہا ممکن ہے بادشاہ کی نیت میں فتور پیدا ہوا ہو، یہ سنتے ہی نوشیرواں اپنی نیت سے باز آیا اور کہا ایک انار اور دو، اس نے حاضر کیا تو یہ پہلے انار سے بھی زیادہ شیریں نکلا، بادشاہ نے کہا یہ عمدہ کیسے ہوا؟ لڑکے نے عرض کیا حاکم وقت کی نیت میں خلوص پیدا ہونے کے باعث!

حکایت: کسی بادشاہ نے ایک شخص کو اپنا وزیر اور مقرب بنایا، دوسرے نے چاہا کہ یہ مقرب خاص نہ رہے اور اپنی طرف سے بادشاہ کے پاس جا کر شکایت لگائی کہ تمہارا فلاں وزیر کتنا رہتا ہے، بادشاہ کے منہ سے بدبو آتی رہتی ہے! بادشاہ نے یہ بات سنی تو نہایت غضبناک ہوا اور اسے بلا بھیجا وہی شخص وزیر کے پاس پہنچا اور اسے کوئی ایسی چیز کھلا دی جس میں بہت زیادہ لہسن ڈالا گیا تھا۔ اب اس نے کہا تجھے بادشاہ نے یاد کیا ہے، جب وزیر حاضر خدمت ہوا تو اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا کیونکہ بادشاہ کو لہسن کی بدبو سے سخت نفرت تھی، جب وزیر کو بادشاہ نے ایسی صورت میں دیکھا تو دل ہی دل میں کہنے لگا وہ شخص سچ ہی کہتا ہے۔

چنانچہ بادشاہ نے اپنے ایک افسر کے نام فرمان خاص جاری کیا کہ اس وزیر کو تم ہلاک کر ڈالو، وزیر کو وہ رقعہ دیا، کہ فلاں حاکم کے پاس لے جاؤ، چغل خور یہ دیکھ رہا تھا اس نے سمجھا کہ بادشاہ نے مجھے جھوٹا تصور کیا ہے اور وزیر کو انعام دلویا ہے کیونکہ بادشاہ کی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کوئی اچھی بات ہی تحریر کرتا تھا،

اس چغل خور وزیر نے بادشاہ کے مقرب خاص سے پوچھا! تجھے بادشاہ

نے کیا حکم دیا ہے! وزیر نے کہا ایک خاص فرمان دیا ہے کہ فلاں حاکم کو پہنچا دو! وہ بولا، لائیے میں پہنچا دیتا ہوں چنانچہ وزیر نے وہ فرمان خاص اسے تھما دیا، وہ لے کر متعلقہ حاکم کے پاس پہنچا! اس نے رقعہ پڑھتے ہی اسے قتل کر ڈالا، کچھ دن بعد جب وزیر و مقرب خاص بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اسے سخت تعجب ہوا، اور بادشاہ نے دریافت کیا، کیا تو نے میرا فرمان فلاں حاکم تک نہیں پہنچایا؟ اس نے کہا میں نے تو نہیں پہنچایا البتہ فلاں وزیر کو دیا تھا اس نے پہنچایا ہوگا؟

نیز بادشاہ نے پوچھا کیا تو نے میری نسبت ایسے ایسے کہا تھا! وزیر نے حلفیہ کہا میری کیا مجال کہ میں ایسے کہوں! اس نے پوچھا پھر تو نے اپنے منہ پر ہاتھ کیوں رکھ لیا تھا، وزیر نے عرض کی فلاں وزیر نے مجھے ایسی چیز کھلا دی تھی جس میں لمن کثرت سے ملا ہوا تھا جو کہ آپ کو ناگوار گزرتا ہے۔ تب بادشاہ کو معلوم ہوا وہ چاہتا تھا کہ یہ وزیر، مقرب نہ رہے بلکہ بادشاہ اس سے ناراض ہو جائے۔ اس بات کے سنتے ہی بادشاہ نے اسے پہلے کی طرح اپنا مقرب خاص بنا لیا۔

روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو، شرک سے بچو اس لئے کہ وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے نیز فرمایا یہ دعا پڑھتے رہا کرو، اللھم انا نعوذ بک من ان نشرک بک شیئا نعلمہ ونستغفرک کما لا نعلمہ : الہی! ہم ایسی چیز کو جسے ہم جانتے ہیں تیرے ساتھ شریک ٹھہرانے سے پناہ مانگتے ہیں، اور جو کچھ ہم نہیں جانتے اس سے بھی ہم استغفار کرتے ہیں، اسے طبرانی اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے لکھا اسے یومیہ کم از کم تین بار پڑھا جائے۔



# کتاب العقائد

## فضائل ذکر و قرآن کیم

صحت العقیدہ:

اعلم وفقنی اللہ وایاک لما یرضی انہ یشرط لصحة الایمان  
صحة العقیده

جان لو! اللہ تعالیٰ مجھے اور تجھے اپنی رضا و خوشنودی کی توفیق عطا فرمائے! ایمان کی صحت، عقیدہ کی درستگی کے ساتھ مشروط ہے، اور وہ یہ ہے کہ ان اوصاف پر یقین کامل رکھے۔ یعنی، اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے بہت علم جاننے والا ہے، قادر ہے، سب کچھ سنتا ہے اگرچہ ہماری طرح اس کے کان نہیں، سب کچھ دیکھ رہا ہے اگرچہ ہماری طرح اس کی آنکھیں نہیں، بلا زبان و لب وہ گویا ہے، تمام مخلوقات کی وہ تدبیر فرمانے والا ہے۔ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے، جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے، اس کے چاہے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ وہ فوق و تحت سے منزہ ہے نیز وہ اس سے بھی مبرا ہے کہ عرش اس کے بیٹھنے کی جگہ، اور آسمان اسے محیط اور بادل اس پر سایہ کرتا ہے یا کوئی چھت اس کو گھیرے ہوئے ہے یا کسی مکان میں سما سکتا ہے۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے الرحمن علی العرش استوی (رحمن نے عرش پر استوی فرمایا) اس آیہ کریمہ کے بارے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو بھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ

کے لئے نیچے، اوپر، چھت یا کسی بھی جہت میں محدود کرے وہ کافر ہے۔  
حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ”استوا“ تو معلوم ہے مگر  
اس کی کیفیت واضح نہیں۔ اور اس سے متعلق سوالات کرنا بدعت ہے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب اس کے بارے میں  
سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہم بلا تشبیہ و مثال اس پر ایمان لائے اور تصدیق  
کی :-

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اس کی کیفیت کو  
وہی جانے، تاہم ایسی بات نہیں جو ہمارے دل پر ررتی ہے۔

حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں  
قدیم ہے جبکہ عرش حادث ہے یعنی مخلوق ہے، تاہم اس کے لئے استوئی ثابت  
ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ  
سے جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو موجود ہے۔ لیکن  
اسے کسی جگہ میں مقید نہ ٹھہراؤ اور جو تصور تمہارے دل میں اس کی ذات  
کے بارے پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ویسے نہیں ہے : (گویا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات  
ہر کسی کے تصور و قیاس سے بلند و بالا ہے)

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، توحید کا سب سے  
عمدہ کلمہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ہے کہ کم  
يجعل للخلق طريقا الى معرفته الا بالعجز عن معرفته مخلوق کے لئے  
ایسا راستہ نہیں بنا جو اس کی کامل معرفت کا ذریعہ ہو مگر یہی ہے کہ انسان اس  
کی معرفت میں اعتراف عجز کرے،

## تخلیق عرش

امام ابو محمد الجوبینی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ عرش نہایت سفید موتیوں



سے بنایا گیا ہے، تاہم وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک ذرہ سے بھی کم تر ہے، پھر اسے اس کا مستقر کیسے ٹھہرایا جاسکتا ہے؟

حضرت استاذ ابو منصور بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ الاستواء سے مراد اللہ تعالیٰ کا قہر و غلبہ ہے یعنی الرحمن عرش پر غالب و حکمران ہے، نیز اس کے ذکر کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخلوقات میں سب سے بڑی تخلیق ہے، علماء اہل سنت و جماعت نے استواء کا ایک اور بھی معنی بیان کیا ہے وہ یہ کہ، اللہ تعالیٰ بلند و بالا ہے۔ یعنی جو لوگ خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ الرحمن اس سے اعلیٰ اور پاک ہے لیکن اس نے اپنے آپ کو ارتقاء کے ساتھ موصوف نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ ارتقاء تو اسے پہلے سے حاصل ہے۔ حالانکہ عرش کا تو اس وقت وجود بھی نہیں تھا،

حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ من زعم ان اللہ فی شئی او من شئی او علی شئی فقد اشرك به ..... جس شخص نے اپنے گمان میں یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں ہے یا کسی چیز سے ہے یا کسی چیز پر ہے لانا وہ مشرک ہوا، اس لئے کہ اگر کسی چیز سے ہوتا تو حادث ہوتا، اور اگر کسی چیز میں ہوتا تو محصور ہوتا، (بہر حال) اللہ تعالیٰ ان تمام کیفیات سے (بہت بلند ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ۱۱ انتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض کیا تم جو آسمانوں میں ہے اس سے بے نیاز ہو چکے ہو اگر (وہ چاہے) تمہیں زمین میں دھنسا دے) پر جو شبہ وارد ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہر بلند چیز کو سماء کہتے ہیں اور اس جگہ کفار کے گمان کے مطابق بنیاد بنا کر جواب دیا جا رہا ہے، اس لئے کہ ان کے گمان میں جو زمین میں بت ہیں وہ اور ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے بلند درجہ پر فائز ہے، یہاں السماء سے مراد آسمان دنیا یا دیگر سموات میں سے کوئی بھی مراد نہیں بلکہ علو شان اور

بلند مرتبت مراد ہے۔ نیز علو سے ظاہر بلندی مراد نہیں بلکہ جلالیت مراد ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ بادشاہ، وزیر سے عالی مرتبت ہے اگرچہ دونوں ایک ہی فرش پر بیٹھے ہوں، اور ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے وهو القاهر فوق عباده اور وہ اپنے بندوں پر قاهر و غالب ہے نیز یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہاں اس کی علو شان و رفعت مراد ہے،

”مثال کے طور پر، فرعون کے قول کو دیکھئے اس نے اپنی تعریف کس انداز سے کرتے ہوئے کہا وانا فوقہم قاہرون اور بے شک میں ان تمام اسرائیلیوں پر فوقیت و عظمت رکھتا ہوں، یہاں فوق سے فوق مکانی مراد نہیں! کشف میں ایک اور ہی معنی کیا گیا ہے وهو امنتم من فی السماء (الایہ) کیا تم اللہ تعالیٰ کی مملکت آسمانی سے بے خوف ہو چکے ہو؟ یہ توجیہ اس بنیاد پر کی گئی ہے کہ یہاں ملکوتہ کا کلمہ مضاف محذوف ہے اور مضاف الیہ ضمیر اس کے قائم مقام ہے، اور ایسی بہت سی مثالیں قرآن مجید میں پائی جاتی ہیں (مثلاً) وجاء ربک، یعنی، جاء امر ربک اور تیرا رب آیا یعنی تیرے رب کا حکم آیا! اسی طرح واسئل القریۃ النبی، اس شہر سے سوال کرو! یعنی اس شہر کے رہنے والوں سے سوال کرو! اکثر کہتے ہیں یہاں القریۃ سے مصر مراد ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے اس فرمان واسئلہم عن القریۃ میں القریۃ سے ”ایلہ“ یا ”طبریہ“ مراد لیا گیا ہے۔ طبریہ سمندر کے کنارے پر واقع ہے!

فائدہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”ا امنتم من فی السماء ان یخسف بکم فی الارض (پ ۲۹) کیا تم جو آسمان میں ہے اس سے بے خوف ہو چکے ہو، کہ تمہیں زمین میں دھنسا دیا جائے، اس کے بعد یوں فرمایا۔ ام امنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا کیا تم جو آسمان میں ہے اس سے بے پرواہ ہو چکے ہو، یہ کہ وہ تم پر پتھروں کی بارش کرے، سورۃ الانعام میں فرمایا قل هو القادر علی ان یربع علیکم عذابا من فوقکم او من تحت



میرے حبیب! آپ فرمادیجئے، اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ تم پر بلندی سے عذاب نازل کرے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے، (یعنی زمین پر ہی عذاب میں گرفتار کر لے)

حکمت: یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ سورہ تبارک الذی میں تو دھنسانے کا ذکر ہے اور بعدہ اوپر سے عذاب نازل کرنے کا بیان، لیکن سورہ الانعام میں اس ترتیب کا عکس نظر آتا ہے، اس میں کونسی حکمت ہے؟

اس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ سورہ ملک کی اس آیت سے پہلی آیات میں اس قسم کا مضمون پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا۔ لہذا اس جگہ یہی مناسب تھا کہ زمین میں دھنسائے جانے کی وعید سنائی جائے، برعکس سورہ الانعام کے، کیونکہ اس کے سیاق و سباق میں اس قسم کا مضمون وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر قاہر و غالب ہے لہذا اسی مناسبت سے ایسے ہی عذاب سے تہدید فرمانا مقصود ٹھہرا، کہ عذاب اوپر کی طرف سے نازل ہو، نیز جن آیات میں اس قسم کے اشارے پائے جاتے ہیں کہ ”وہ وہی ذات ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے“ اور وہ وہی ہے جو تمہاری پوشیدہ اور ظاہری اعمال کو جاننے والا ہے، ان آیات کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔ (جن میں سے چند ایک ملاحظہ ہو)

(۱) اللہ تعالیٰ جل و علا کے لئے آسمان پر ہونے کے ظاہری معنی نہیں لئے جاسکتے کیونکہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے۔ سب اسی کی ملکیت ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قل لمن مافی السموت والارض قل لله میرے حبیب آپ ان لوگوں سے فرمادیجئے، جو کچھ زمین و آسمانوں میں ہے سب اسی کا ہے ”فرمادیجئے وہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے!“

اس جگہ کلمہ ما، ذوالعقول اور غیر ذوالعقول دونوں طرح مستعمل ہے، اسی طرح

اللہ تعالیٰ کے قول والسماء وما بناھا والارض وما طحاھا، میں بھی کلمہ ماکایی مفہوم ہے۔

لہذا، اگر اللہ تعالیٰ کی ذات والا برکت کے بارے میں کہا جائے کہ وہ آسمان میں ہے۔ تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ خدا خود اپنا بھی مالک ہے اور یہ محال ہے۔ بہر حال دوسرا جواب یہ ہے کہ قرآن پاک میں جو کلمہ فی السموت جمع کے صیغے سے وارد ہوا ہے، پھر اس طرح تو خدا کا آسمان میں ہے ظاہراً معنی پر سمجھا جائے گا پس اس کا یہی نتیجہ نکلے گا کہ یا تو اللہ تعالیٰ ایک آسمان میں ہے یا سب آسمانوں میں، لہذا ایک آسمان میں ہونا تو آیت مذکورہ کے کلمات کے خلاف ہے اور اگر تمام آسمانوں میں ہونا تسلیم کیا جائے تو اعتراض وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ چونکہ ایک چیز کا کئی جگہ نہیں پائی جاسکتی۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کا بعض حصہ ایک آسمان میں اور بعض دوسرے آسمانوں میں، اس صورت میں اللہ تعالیٰ کا مرکب اور ذی جزو ہونا لازم آئے گا اور یہ محال ہے، اور اگر یہ کہا جائے وہی اللہ تعالیٰ جو ایک آسمان میں ہے دوسرے آسمان میں بھی وہی ہے تو یہ بھی لازم آئے گا کہ ایک ہی ذات دو مکانوں میں متمکن و متخیز ہو، اور یہ بھی محال ہے، لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی مکان میں ہونے سے پاک ہے! خواہ آسمان ہوں یا زمین تیسرا جواب یہ دیا گیا ہے ”اگر فرض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں سے اوپر بھی کوئی عالم پیدا کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کر سکتا ہے تو عالم سموت جس میں اللہ تعالیٰ ہے وہ نیچے ہو گا تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ خدا کا عالم نیچے ہو، اور اس بات کا کوئی شخص قائل نہیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے اور اگر آسمانوں کے اوپر نیا عالم نہیں بنا سکتا تو اللہ تعالیٰ کا عاجز ہونا لازم آئے گا اور یہ بھی محال ہے، پس ان وجوہ سے ثابت ہوا کہ آیت کریمہ کے ظاہری معنی مراد لئے ہی نہیں جاسکتے، لہذا مجاز پر محمول کرنا پڑے گا اور مجازی



معافی کی متعدد صورتیں ہیں، نمبر ۱ یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کی تدبیر میں ہے جیسے کہا جاسکتا ہے فلاں، فلاں کام میں ہے یعنی وہ شخص کسی کام کی تدبیر میں لگا ہوا ہے

نمبر ۲ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو اللہ یعنی وہی اللہ ہے، یہ کلام تام ہے، اس کے بعد فی السموت والارض سرکم وجہرکم سے دوسری بات شروع ہوتی ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ آسمان والوں یعنی فرشتوں کے بھی ظاہری و باطنی اسرار و رموز کو جانتا ہے، اور اسی طرح زمین والوں کے بھی ظاہر و باطنی امور پر مطلع ہے۔

نمبر ۳ آیت کے کلمات کی ترتیب کچھ اس طرح سمجھ لینی چاہئے، وہو يعلم فی السموت وفی الارض يعلم سرکم وجہرکم، وہ وہی ذات ہے جس کا علم ہر چیز پر محیط ہے اور آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اسے بھی جانتا ہے، اور تمہارے ظاہری و باطنی ہر قسم کے معاملات کا بھی اسے علم ہے، نیز صحیح حدیث ہے کہ ینزل ربنا کل لیلۃ الی السماء الدنیا (ال آخرہ) ہمارا رب ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، اس پر امام قرطبی نے فرمایا اس حدیث کی تشریح حضرت امام نسائی کی روایت کردہ صحیح حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یمهل حتی یمضی شطر اللیل الاول ثم یامر منادی یقول هل من داع فیستجاب لہ هل من مستغفر فیغفر لہ هل من سائل فیعطی سؤلہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ آدھی رات تک منتظر رہتا ہے پھر کسی منادی (فرشتے) کو اعلان کرنے کا حکم دیتا ہے کہ وہ پکارتا رہے! ہے کوئی دعا کرنے والا میں اس کی دعا کو قبول کروں، ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا، اسے بخش دیا جائے، ہے کوئی سوال کرنے والا تاکہ اس کو

عطاء کیا جائے۔

پہلی حدیث میں جو ندا کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے اس میں تعظیم و اہتمام کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ایسے ہی جیسے کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے اعلان کیا حالانکہ اس کے حکم سے اعلان کیا تھا (اس نے خود نہیں بلکہ کسے دوسرے منادی سے کرایا گیا)

اسی طرح امام ترمذی اور امام ابو داؤد حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السابعة لہبطتم علی اللہ جس ذات اقدس کے ہاتھ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے اسی کی قسم کہ اگر تم ساتویں زمین کی گہرائی تک کسی رسی کو لے جاؤ تو وہ خدا تک ضرور پہنچ جائے گی۔

دوسری حدیث میں ہے ان ملکین التقیا بین السماء والارض فقال احدهما للآخر من این؟ قال من الارض السابعة من عند ربی ثم قال الآخر لصاحبه وانا من السماء السابعة من عند ربی۔ دو فرشتوں کی زمین و آسمان کے درمیان ملاقات ہوئی تو ان میں سے ایک نے کہا کہاں سے آرہے ہو؟ تو اس نے کہا میں ساتویں زمین کی گہرائی میں اپنے رب کے پاس سے آرہا ہوں، پھر دوسرے نے اپنے ساتھی سے کہا میں ساتوں آسمانوں کی بلندیوں پر اپنے رب کے ہاں سے آرہا ہوں۔

امام الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے سوال کیا! کیا اللہ تعالیٰ کسی چھت پر ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں! اس نے پھر کہا یہ بات آپ کو کیسے معلوم ہے! انہوں نے فرمایا رسول کریم علیہ التیجہ والتسلیم کے اس ارشاد سے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ مجھے حضرت یونس بن متی علیہ السلام پر فضیلت مت دو! کیونکہ انہوں نے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من



الظالمین! الہی! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور تو ہی تسبیح و تحمید کے لائق ہے بے شک میں عاجزوں میں سے ہوں! انہوں نے یہ کلمہ مچھلی کے پیٹ میں کہا اور مجھے ساتویں آسمان پر خطاب سے نوازا گیا، اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے قرب خاص میں میری بات سنی، اسی طرح ہی حضرت یونس علیہ السلام کی آواز کو سنا! اور سننے میں کوئی فرق نہیں پڑا، اگر اللہ تعالیٰ کسی چھت پر ہوتا تو ایک کی آواز کو دوسرے کی نسبت زیادہ سنتا حالانکہ ایسا نہیں۔

فائدہ: حضرت ابو عبد اللہ مغربی بیان کرتے ہیں کہ رایت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی المنام فقلت یا رسول اللہ لی حاجة الی اللہ تعالیٰ فبماذا اتوسل؟ فقال من كانت له حاجة فلیسجد سجدة فلیقل فی سجوده اربعین مرة "لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین" میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت مطلوب ہے۔ پس فرمائیے میں کس طرح سوال کروں؟ اس پر آپ نے فرمایا جس کسی کو بھی کوئی حاجت ہو اسے چاہئے کہ وہ دو سجدے کرے اور پھر ان سجدوں میں چالیس مرتبہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین پڑھے۔ نیز حدیث شریف میں ہے "لا یقولہا مکروب الا فرج اللہ عنہ" کوئی مصیبت زدہ ایسا نہیں جو اس آیہ کریمہ کو پڑھے اور اللہ تعالیٰ اسے کشادگی عطا نہ فرمائے!

ایک دوسری حدیث میں یہ کلمات آئے ہیں "فانه لم یدع بہا رجل مسلم فی شئ قط الا استجاب اللہ لہ" جب بھی کسی مسلمان نے ان کلمات سے دعا کی یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا، اسے امام ترمذی، نسائی نے روایت کیا اور امام حاکم نے حدیث کے اسناد کی صحت فرمائی۔

رہا معاملہ اس کنیز کے سوال کرنے کا جس سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا! اللہ تعالیٰ کہاں ہے تو اس نے جواباً کہاں آسمان میں! اس کے باعث شک میں نہیں پڑنا چاہئے۔ کیونکہ وہ لڑکی ایک بت پرست قوم سے تھی جو منکر خدا تھے جب اس نے اللہ تعالیٰ کی موجودگی کا اقرار کر لیا تو وہ ایماندار ہو گئی، اگر اس کی بات کو غلط ٹھہرا دیا جاتا تو ممکن تھا کہ وہ وجود باری تعالیٰ سے انکار کرتی اور سمجھتی کہ مقصود انکار ہی تھا اور وہ ایمان کی دولت سے سرفراز نہ ہوتی، اسی لئے آپ اس کی بات پر خاموش رہے اور فرمایا چھوڑو! وہ تو ایمان لا رہی ہے، یعنی اس کے اشارہ سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تکریم کا اظہار ہوتا ہے۔

اور ان لوگوں کے قول کہ ہم صابی (بے دین) ہو گئے۔ اس پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں قتل کر ڈالا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا اور ان لوگوں کی بات پر انکار فرمایا، (نوٹ) کفار و مشرکین ان مسلمانوں کو صابی کہتے تھے جو اپنے آبائی دین و مذہب کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو جاتے تھے جب ایسے لوگوں کے پاس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچے تو انہوں نے کہا ہم صابی ہیں یعنی کفریہ دین کو چھڑ کر دین محمدی میں آ گئے ہیں مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی اس اصطلاح کو سمجھ نہ سکے اور انہیں قتل کر ڈالا جس پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور کہا ان کی بات صحیح تھی۔ واللہ تعالیٰ و حبیبہ الاعلیٰ اعلم (تائید قصوری)

صحیح بخاری میں ہے کہ ”اذا كان احدكم يصلی فلا يبصقن قبل وجهه فان الله قبل وجهه اذا صلی“ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے اس لئے کہ جب نمازی نماز ادا کر رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سامنے ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اوپر کی جانب ہوتا تو پھر اس کی



ممانعت کی کیا توجیہ کی جائے گی۔ نیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا  
 يطوى الله السموات يوم القيامة ثم ياخذهن بيده اللہ تعالیٰ قیامت  
 کے دن آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے ہاتھ میں لے لے گا، اس سے کسی شک میں  
 نہیں پڑنا چاہئے کیونکہ یہ مضبوط دلیل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ عام  
 متعارف معنی میں نہیں بلکہ کلام عرب میں ”ید“ قوت کے معنی میں ہے جیسے  
 کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں خود ذکر فرمایا ہے۔ واذکر عبدنا داود  
 ذا الاید (ای القوۃ) ہمارے عبد حضرت داؤد کا ذکر کرو جو صاحب الید تھے یعنی  
 بڑی قوت والے تھے، نیز ملکیت کے معنی میں بھی وارد ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ  
 نے فرمایا قل ان الفضل بيد الله میرے حبیب فرمادیتے بے شک فضل اللہ  
 تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اختیار میں ہے، نعمت کے  
 معنی میں بھی استعمال ہوا ہے يقال فلان له على فلا ید ای له عليه نعمة  
 اور صلہ کے معنی میں بھی آیا ہے۔ قل الله تعالى او يعفوا الذی بیده عقدة  
 النکاح، یعنی یا وہ معاف کرے جس کے ہاتھ میں عقد نکاح ہے،

اور رہا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول کا جواب ”لا تزال  
 جهنم يلقى فيها وتقول هل من مزيد حتى يضع رب العزة فيها قدمه“  
 جہنم میں لگاتار لوگ ڈالے جائیں گے اور وہ یہی کہتی رہے گی کہ اور ڈالئے اور  
 ڈالئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل و علا اس میں اپنا قدم رکھ دے گا۔

اس پر امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ وهو ان القدم  
 هم الذين قدمهم الله من شرار خلقه واثبتهم الجهنم، اس جگہ مخلوق خدا  
 میں جو اشرار ہیں وہی مراد ہیں، جن پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم ثابت ہو چکا  
 ہے، لیکن بعض نے کہا ہے کہ قدم اللہ تعالیٰ کی ایک تخلیق ہے جس کا نام  
 قدم ہے جو جہنم کے لئے ہی پیدا کی جائے گی جیسا کہ اس قسم کے مضمون پر  
 صحیح حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ جنت ہمیشہ وسعت اختیار کرتی جائے گی

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی مخلوق کی تخلیق فرمائے گا جو اس کشادگی کو بھر دے گی، اور ایک دوسری صحیح روایت میں قدمہ بکسر القاف بھی آیا ہے جس سے قدیم ہونا مراد ہے، نیز ایک روایت میں ہے کہ جبار اپنا رجل اس میں ڈالے گا، رجل پاؤں اور جماعت کے معنی میں مستعمل ہوا ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ جاءنا رجل من الجراد ہمارے پاس مڈیوں کی ایک ڈار (جماعت آئی) نیز ابن العمدانے کہا ہے بعض کہتے ہیں کہ جبار سے فرعون مراد ہے، امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرعون ”ولید بن مصعب“ کا لقب تھا، بعض نے اس کا نام قابوس بتایا ہے، اور فرعون کے معانی جس سے فرعون مشتق ہے چلاک اور مکار کے ہیں، وقد ثبت بالعقل والنقل من الكتاب والسنة ان الحق سبحانه وتعالى منزّه عن الجارحة والجهة والحركة والسكون، پس کتاب و سنت سے عقلاً و نقلًا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اعضاء، جت، حرکت اور سکون وغیرہ سے منزہ ہے، طبرانی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من تقرب الى الله تعالى شبرا تقرب منه ذراعا ومن تقرب ذراعا تقرب الله باعا ومن اقبل ما شيئا اقبل الله اليه مهرولا واللہ اعلى واحل قالها ثلاثا جو شخص اللہ تعالیٰ کے قرب میں ایک باشت بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک ہاتھ بھر قریب ہو جاتا ہے اور جو اس کی قوت میں ایک باشت بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک ہاتھ بھر قریب ہو جاتا ہے اور جو اس کی قوت میں ایک ہاتھ آگے بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قریب دو ہاتھ ہوتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف پیدل چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ پھر اس کلمہ کا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین بار تکرار فرمایا ”واللہ اعلى واجل!“

حضرت علامہ عبدالرحمن صفوری مولف کتاب هذا فیصلہ کن انداز میں



فرماتے ہیں کہ اس جگہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کلمات سے تین بار تکرار فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حرکات و سکنات سے مبرا و منزہ ہے نیز جتنی آیات و احادیث میں ایسے الفاظ سے وارد ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کے اعضاء و مکان کا مطلب ظاہر ہوتا ہو تو وہ اہل تحقیق کے نزدیک تاویل پر محمول ہوں گی، اور رہا تاویل کا معاملہ تو سلامتی والے دل سے ہی تاویل کر لیتے ہیں کہ یہ کلمات شان الوہیت کے خلاف ہیں،

اور اہل تاویل بھی کسی دلیل سے تاویل کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”ما یكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم ولا خمسة الا هو سادسهم ولا ادنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم اينما كانوا“ یعنی تین آدمی سرگوشیاں نہیں کرتے مگر یہ کہ چوتھا ان میں اللہ تعالیٰ ہوتا ہے نہ پانچ کہ چھٹا ان میں خدا نہ ہو اور نہ ان سے کم اور نہ زیادہ مگر ان تمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ خواہ وہ کہیں بھی ہوں۔

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد الحجر الاسود یمین اللہ کہ حجر اسود اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے، اور عقل شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ کسی جگہ سما سکتا ہے اور نہ ہی اس کے حصے ہو سکتے ہیں، اور ظاہری طور پر بھی محسوس ہو رہا ہے کہ حجر اسود اللہ تعالیٰ کا ہاتھ نہیں، بلکہ یہ یمین و برکت پر وال ہے، بہر حال ثابت ہوا کہ نہ تو آیت سے ایسا مفہوم لیا جاسکتا ہے اور نہ ہی حدیث سے: بلکہ آیت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر بندے کی حالت کا ہر وقت علم ہے۔ چاہئے کوئی کہیں ہو، کیسے ہی پوشیدہ طور پر کام کرے، ”اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل کی خبر رکھتا ہے۔“

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے سوال کیا گیا یوم یکشف عن ساق، یعنی جس دن پنڈلی کھولی جائے گی، تو آپ نے فرمایا جب قرآن کریم کی کسی آیت کا مطلب واضح

نہ ہو رہا ہو تو کسی شعر میں اس کے معانی تلاش کرو کیونکہ وہ عرب کے دیوان  
میں کیا تم لوگوں نے شاعر کا کلام نہیں سنا۔

قدس قومک ضرب الاعناق

وقامت العرب علی ساق

یقیناً تیری قوم نے گردن مارنے کا طریقہ ایجاد کیا ہے۔

اور جنگ پنڈلی سے بھی اوپر اٹھ کھڑی ہوئی ہے

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اس سے شدت حرب

و ضرب مراد ہے، 'یوم یکشف عن ساق کے بارے میں حضرت ابو موسیٰ  
اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہیں کہ  
ان کے لئے حجاب اٹھا دیئے جائیں گے، جب اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کریں  
گے تو فوراً سجدے میں گر پڑیں گے، مگر بہت سے لوگ سجدہ تو کرنا چاہیں گے  
مگر کرنے سکیں گے،'

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا جواب کہ اللہ نزل احسن الحدیث اللہ  
تعالیٰ نے احسن حدیث نازل فرمائی ہے، انزلناہ فی لیلۃ القدر، ہم نے  
قرآن کریم کو شب قدر میں نازل کیا، اور ان جیسی دیگر آیات سے کسی مختصہ  
میں نہیں پڑنا چاہئے، کیونکہ قرآن کریم لوح محفوظ سے حضرت جبرائیل امین  
علیہ السلام کے واسطہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا  
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم  
کلامی کا شرف حاصل کرتے تو دائیں بائیں اوپر نیچے ہر سمت سے اللہ تعالیٰ کا  
کلام سنائی دیتا، ممکن ہے اسی طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی کسی خاص  
جہت کے متعین کئے بغیر اللہ تعالیٰ سے کلام سن کر عربی زبان میں آپ کی  
خدمت میں بیان کر دیتے ہوں، اور اسی کے مطابق نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں پڑھنا دیتے ہوں۔



وہ مضمون جنہیں قرآنی عبارت بیان کرتی ہے عربی نہ ہو لیکن عبارت تو بلاشبہ عربی ہے اور یہی نزول قرآن سے عبارت ہے، چنانچہ قرآن کریم میں واضح طور پر آیت موجود ہے کہ انا جعلناہ قرآنا عربیاً، اور بعض نے کہا ”کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے اس کا نام ”قرآن عربی“ رکھا، بعض نے کہا ”کہ ہم نے عربی اس کی صفت ٹھہرائی، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وجعلوا الملائكة الذين هم عباد الرحمن اناثا ○ یہ آیت کریمہ کی تین قراتیں ہیں۔

جن میں قاری ابن عامر مکہ مکرمہ کے قاری ابن کثیر اور مدینہ منورہ کے قاری نافع کی قرات کے مطابق عباد الرحمن کی جگہ عند الرحمن کا کلمہ آیا ہے اس صورت میں اس آیت مقدسہ کے یہ معنی ہوں گے کہ کفار و مشرکین کے نزدیک فرشتوں کو جو اللہ تعالیٰ کے قرب میں رہتے ہیں۔ مونث قرار دیا ہے اور باقی قرا حضرت نے عباد الرحمن ہی پڑھا ہے، اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ کفار و مشرکین نے فرشتوں کو جو عباد الرحمن میں مونث ٹھہرایا ہے۔

ولیس معنی النزول انتقال کلام اللہ عنہ بالانحطاط من علو الی اسفل اور قرآن کریم کے نزول کا یہ معنی نہیں کہ وہ اوپر سے نیچے کی طرف آیا کیونکہ کلمہ نزول اور آیات میں بھی موجود ہے، جہاں یقیناً ایسے معنی نہیں لئے گئے، مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان وانزلنا لکم من الانعام ثمانية ازواج اور ہم نے تمہارے لئے چوپاؤں میں سے آٹھ جوڑے اتارے، اور یہ واضح ہے کہ وہ جانور اوپر سے نیچے کی طرف نہیں آئے، بلکہ اس کا معنی ہے کہ ہم نے جانوروں میں سے آٹھ جوڑے بنائے، اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا ! وانزلنا الحديد، اور ہم نے لوہا اتارا، ظاہر ہے اس کی کانیں زمین میں ہیں۔

ومعلوم ان معدنه من الارض ○

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا جواب، جب

حضرت ابو رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا این کان اللہ قبل ان یخلق خلقه تخلیق کائنات سے قبل اللہ تعالیٰ کہاں تھا؟ آپ نے فرمایا کان فی عماء، وہ عماء میں تھا، اور اگر یہ کہا جائے کہ عماء سے پہلے کہاں تھا تو آپ فرماتے، کان اللہ ولا شئی، بس اللہ تعالیٰ ہی تھا اور کوئی چیز نہیں تھی، ”عماء سے بادل مراد ہے مگر حقیقتہً“ اس کے مطالب و معانی کو اللہ تعالیٰ یا اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں (تأبش قصوری)

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں ہی فرمایا ”کان اللہ ولم یکن شیئی غیرہ (رواہ البخاری) یعنی صرف ”اللہ ہی تھا“ اور کوئی چیز اس کے سوا نہیں تھی، فهو الان علی ما کان علیہ اولا من ازل الی ابد الابد“ پس اللہ تعالیٰ آج بھی اسی طرح ہے جسے ازل میں تھا اور ہمیشہ ہمیشہ ویسے ہی رہے گا!

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی یہودی نے دریافت کیا اللہ تعالیٰ کہاں ہے تو آپ نے فرمایا، جس نے خود کہاں (مکان) بنایا ہے اس کے بارے میں ایسے لفظ سے سوال نہیں کیا جاسکتا! اس نے پھر کہا! اس کی کیفیت بتائیے، آپ نے جواباً فرمایا جو کیفیات کا خالق ہے اس کی نسبت ایسا سوال مناسب نہیں! کہ وہ کیسا ہے؟ اس نے پھر سوال کیا وہ کب سے ہے؟ آپ نے فرمایا بڑے افسوس کی بات ہے، تو بتا وہ کب نہیں تھا؟ کہ میں کہوں تب سے ہے! وہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

نیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا جواب ”ان اللہ کتب کتابا قبل ان یخلق الخلق ان رحمٰنی سبقت غضبی فهو مکتوب عندہ فوق العرش“ بیشک اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات سے قبل لکھ دیا تھا کہ میری رحمت میرے غضب کو ڈھانپ لیتی ہے، اور یہ اس کے پاس عرش پر لکھا ہوا ہے، اس سے مراد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کے پاس ہے،



بلکہ اس کا مفہوم عام ہے یعنی اس کے ہاں لکھا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے قبضہ و اختیار میں ہے عرش کے پاس ہونے میں قرب مکانی مراد نہیں لیا جاسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات والا برکت سے مکان کی نسبت مناسب نہیں کیونکہ وہ مکان وغیرہ سے پاک ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسے امور میں کیوں گفتگو نہ فرمائی؟

در اصل یہ بات درست نہیں، بلکہ اکابر صحابہ نے ایسے معاملات میں بحث فرمائی ہے جن میں حبر الامۃ حضرت عبداللہ ابن عباس اور ان کے چچا کا بیٹا شامل ہیں، جیسا کہ مذکور ہوا، نیز حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ معراج کے سلسلہ میں فرمایا وہ عنقریب بیان ہوگا، بہر حال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی جسمانییت کا قائل نہیں تھا اور نہ ہی کسی نے اسے معطل قرار دیا!

## فضائل ذکر

قال الله تبارك وتعالى "الَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ" ..... إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "بے شک ذکر خدا سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔ نیز فرمایا، ایماندار تو وہی لوگ ہیں جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل خوف خدا سے نرم پڑ جائیں، اگر کوئی شخص ان دو آیتوں کے مفہوم میں اختلاف کی بات کرے تو ان میں یوں تطبیق دی گئی ہے کہ جو آیت سورہ انفال میں ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلالت شان کا اظہار ہوتا ہے، یعنی وہ آیت ایسے وقت میں نازل ہوئی جب غزوہ بدر میں مال غنیمت کے سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قدرے اختلاف کا ظہور ہوا، لہذا موقع کی مناسبت سے وہاں خوف کا ذکر ہی موزوں تھا اور پہلی آیت سورہ رعد میں ہے۔ یہ ان صحابہ کرام کے متعلق نازل ہوئی جو ہدایت یافتہ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف راجع تھے اس لئے اس میں رحمت کا تذکرہ ہی مناسبت رکھتا تھا، مگر سورہ زمر میں ان دو آیتوں کے مضمون کو مجتمع فرما دیا، چنانچہ فرمایا "تَقشَعِرُ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ" ان لوگوں کے بدن پر روئ گئے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اور ان کے جسم اور دل نہایت نرمی کے ساتھ ذکر خدا کی طرف جھک جاتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت و کرم کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ وعن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اکثر ذکر اللہ احبه اللہ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کثرت سے



اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے، نیز فرماتے ہیں۔ میں نے شب معراج عرش کے انوار و تجلیات میں ایک شخص کو پوشیدہ دیکھا تو قلت من هذا؟ میں نے کہا پھر یہ کون؟ جواباً ”کہا گیا ہذا رجل کان فی الدنیا لسانہ رطب بذكر اللہ وقلبه معلق بالمساجد“ یہ وہ شخص کہ دنیا میں رہتے ہوئے اس کی زبان ہمیشہ ذکر الہی سے تر رہی اور اس کا دل مساجد کی محبت سے آباد رہا‘

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا کوئی ایسا بندہ نہیں جو اپنے دل میں مجھے یاد کرے اور میں اسے فرشتوں کی جماعت میں یاد نہ کرتا ہوں، اور جو مجھے برسرِ مجمع یاد کرتا ہے میں اسے رفقاء اعلیٰ میں یاد کرتا ہوں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم مکہ مکرمہ کے راستہ میں جارہے تھے، جب آپ کا جمدان پہاڑ پر سے گزر ہوا تو فرمایا چلتے رہو یہ جمدان ہے حالانکہ مفرد بڑھ گئے، لوگوں نے عرض کیا مفرد کون ہیں؟ قال الذاکرون اللہ کثیرا (رواہ المسلم) نے فرمایا وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والے ہیں، ترمذی شریف میں ہے کہ جب مفردوں کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ”ذکر خدا پر ٹوٹ پڑنے والے“ اور ذکر خدا انہیں تمام مصائب و آلام سے محفوظ کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت سبک ساری سے حاضر ہوں گے‘

ترغیب و ترہیب میں ہے کہ المفردون فا کو فتح کے ساتھ اور (ر) کو کسرہ سے پڑھنا چاہئے اور المستترین میں دونوں تا فتح کے ساتھ پڑھے جائیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد میں ٹوٹ پڑنے والے لوگوں مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر وہ فریفتہ ہو چکے ہیں‘

نیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ذکر کرنے والا غافلین



























































































































































































































































































































































































فائدہ نمبر ۳ : نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے درخواست کی کہ مجھے ایسے عمل سے آگاہ فرمائیے جو مجھے جنت میں لے جائے، آپ نے فرمایا تم غصہ نہ کیا کرو! اس نے پھر عرض کیا تو آپ نے دوبارہ فرمایا غصہ کرنے سے بچو! اس نے مزید عرض کیا تو آپ نے فرمایا ”قل استغفر اللہ قبل الصلوٰۃ العصر سبعین مرة لیکفر عنک ذنوب سبعین عاما“ نماز عصر سے پہلے ستر مرتبہ استغفار کیا کرو، وہ تیرے ستر سال کے گناہ مٹا دے گی اس نے عرض کیا، ستر برس کے تو میرے گناہ ہی نہیں

(یعنی میری تو عمر بھی ستر برس نہیں ہے) فرمایا تیری والدہ کے گناہ معاف ہو جائیں گے اس نے کہا میری والدہ کے بھی اتنے گناہ نہیں، آپ نے فرمایا تیرے باپ کے گناہ معاف ہو جائیں گے وہ کہنے لگا اس کے بھی اتنے سالوں کے گناہ نہیں ہیں آپ نے فرمایا تیرے بھائیوں کے معاف ہونگے وہ کہنے لگا! ہاں یہ ہو سکتے ہیں (نوٹ) اس حدیث شریف سے مستفاد ہے کہ اگر کسی کی عمر کم ہو تو اس کے استغفار کرنے سے اس کے والدین، بہن، بھائیوں اور متعلقین کے گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ العظیم)

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اگر آپ قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو ان کلمات دعائیہ کو اپنا معمول بنالو! جو بھی کوئی اسے پچیس مرتبہ یومیہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ستر صدیقیوں کا ثواب رقم فرمائے گا وہ کلمات یہ ہیں ”استغفر اللہ العظیم لی ولوالدی وللمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منهم والاموات“

اور احیاء العلوم میں ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شخص ان کلمات کو پڑھتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دے گا اگرچہ چوٹی کے قدموں کے چلنے کی تعداد کے برابر ہی کیوں نہ ہوں

کلمات یہ ہیں ”سبحانک ربی ظلمت نفسی وعلمت سوء فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت“ نیز آپ نے فرمایا، جو شخص گناہ کر لے اور پھر وہ یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ میرے ان برے اعمال سے مطلع ہے، اس سے میری کوئی حرکت پوشیدہ نہیں، تو اتنی سی سوچ ہی سے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ اس کی زبان پر کلمہ استغفار بھی نہ آیا ہو!

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”استغفار کے معنی یہ ہیں کہ الہی مجھے بچالے، پس اگر کہا جائے استغفار افضل ہے یا کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ تو اس کا جواب یہ ہے کہ استغفار تو صابن کی مانند ہے پس وہ اس شخص کے لئے افضل ہے جس کے گناہ زیادہ ہیں اور ”لا الہ الا اللہ“ محمد رسول اللہ کی مثال خوشبو سے ہے یہ اس شخص کے لئے افضل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے محفوظ رکھا!

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر شب و روز ستر بار سے زائد مرتبہ استغفار اور توبہ کیا کرتے تھے (حالانکہ آپ کے ویلے سے گنہگاروں کی بخشش ہوگی، آپ کا پڑھنا تعلیم امت کے لئے تھا نیز یہ بات بھی سنت ٹھہرائی گئی (تابش قصوری)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا مسلمان نہیں جو کہ یومیہ اعمال بجالاتا ہے لیکن اس کا روزنامہ نہ بنایا جاتا ہو جس کے نامہ اعمال میں استغفار نہیں ہوتی اس پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور جس کے اعمال نامہ میں استغفار ہوتی ہے جب اسے لپیٹا جاتا ہے تو اس سے انوار و تجلیات کی بارش ہوتی رہتی ہے اسے حضرت نفی نے ذکر کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ایماندار کو مبارکبادی سے یاد فرماتے ہیں جس کے نامہ اعمال میں بکثرت استغفار پائی جاتی ہے۔ (رواہ ابن ماجہ)



نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اپنے نامہ اعمال کو نہایت خوشی و مسرت سے دیکھنا پسند کرتا ہے اسے چاہئے کہ بکثرت استغفار کرے (رواہ الیہقی)

نیز فرمایا جو ایماندار استغفار کے وظیفہ کو اپنالیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر غم و فکر سے آزاد فرمادیتا ہے اور ہر قسم کی عسرت و غربت دور کرتا ہے اور اسے وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں پر اس کا وہم و گمان بھی نہیں جاتا! (رواہ ابو داؤد، النسائی)

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مرد اور عورت بڑے سعادت مند ہیں جو شب و روز ستر بار مغفرت کے طالب ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ سو گناہ معاف فرمادیتا ہے اور وہ مرد و زن بڑے بد نصیب جو یومیہ سات سو سے بھی زیادہ گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں!

امام حاکم علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے بڑی حسرت سے دو تین بار کہا واہ ذنباہ افسوس میرے گناہو! یہ سنتے ہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! تم کہو! الہی تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ ہے اور مجھے اپنے عمل کی نسبت تیری بے پایاں رحمت پر بھروسہ ہے اس نے جب یہ کلمات ادا کئے تو آپ نے فرمایا پھر کہو اس نے دوسری بار بھی کہا آپ نے فرمایا ایک بار پھر کہو! اس نے انہی کلمات کو پھر دہرایا، تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بشارت دی اب جاؤ! اللہ تبارک و تعالیٰ نے تجھے بخشش سے نواز دیا ہے۔:-

حکایت: بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پڑوسی کے گھر کھجور کا درخت ہے اور اس سے تر کھجوریں میرے صحن میں گرتی رہتی ہیں

آپ انہیں فرمائیے میرے گھر میں گری ہوئی کھجوروں کو میرے بچوں کے لئے مباح کر دے، جب اسے کہا گیا تو وہ نہ مانا (کہتے ہیں وہ یہودی تھا) تو صحابی نے عرض کیا اسے کہوں میرے ہاں فروخت کر دے، جب یہ بات کہی گئی تو اس نے ہزار دینار قیمت طلب کی، مگر اس صحابی کے پاس رقم نہیں تھی، البتہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف سے قیمت ادا کر دی، تو اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضرت عثمان ذوالنورین کے لئے بشارت لئے حاضر ہوئے اور کہا!

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ حضرت عثمان کے اس ایثار کے بدلے جنت میں کھجوروں کا ایک باغ پیدا فرما دیا ہے اور جو بھی کوئی ایماندار سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتا رہے گا اسے بھی اللہ تعالیٰ جنت میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ جیسا باغ عطا فرمائے گا۔

حدیث حمید میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا مجھے سبحان ربی الاعلیٰ کے ثواب سے آگاہ فرمائیے! تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جو شخص سبحان ربی الاعلیٰ کا ورد رکھے گا اس کا عمل میزان میں، عرش و کرسی، اور دنیا کے تمام پہاڑوں کے وزن سے بھی بڑھ جائیں گے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا! بلاشبہ میں ہر شئی سے بلند تر ہوں! اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اسے بخش دیا۔ اور جنت میں داخل کر دیا، اور جب وہ فوت ہو گیا تو یومیہ حضرت میکائیل علیہ السلام اس کی قبر میں ملاقات کے لئے جایا کریں گے! اور جب قیامت ہوگی تو اسے اپنے بازو پر بیٹھا کر بارگاہ رب العزت میں لائیں گے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے الہی اس شخص کے لئے میری سفارش قبول فرمائیے، اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہم نے تمہاری شفاعت قبول فرمائی، لو اسے جنت میں لے جاؤ!



مسئلہ : سجدہ کی تسبیح سبحان ربی الاعلیٰ رکوع کی تسبیح سبحان ربی العظیم پر فضیلت رکھتی ہے اسے کم از کم تین بار کہنا چاہئے اور زیادہ اچھا ہے کہ نو سے گیارہ بار پڑھا جائے، پانچ مرتبہ کہنا اوسط درجہ ہے اسے ماوردی نے بیان کیا! کتاب الايضاح میں ہے کہ پہلی دو رکعت میں گیارہ بار اور آخری دو رکعت میں سات سات بار پڑھیں، البتہ اگر ایک بار بھی تسبیح پڑھی تو سنت ادا ہو جائے گی، اسے شرح مذہب میں ذکر کیا گیا ہے، نیز اسی میں یہ بھی مندرج ہے کہ سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کے ساتھ وجمہ کا پڑھنا مستحب ہے، یہ بات اظہر ہے کہ یہ حکم منفرد کے لئے ہے لیکن امام کو تین بار سے زائد کہنا مناسب نہیں ”واما الامام فلا یزید علی ثلاث“ تسبیح مذکورہ اور دیگر تسبیحات امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک واجب ہیں، بشرطیکہ مقتدی رضامند ہوں، لہذا اگر ان میں سے کسی تسبیح کو قصداً ترک کرے گا تو نماز باطل ہو جائے گی، اگر بھول گیا تو سجدہ سہو کرے، اور علامہ اوزاعی علیہ الرحمۃ نے قنوت میں بیان کیا ہے کہ اگر سہواً ترک ہو تو سجدہ سہو مستحب ہے، روضہ میں ہے کہ جو رکوع و سجود کی تسبیح اور سنن موکدہ کے چھوڑنے کا عادی ہو جائے تو اس کی شہادت مردود ہے، علامہ ابن عماد فرماتے ہیں یہ تب ہے جب وہ طویل مدت تک اس کا مرتکب ہو! (سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک رکوع و سجود کی تسبیحات سنت ہیں، اگر رہ جائیں تو سنت کے ترک ہو جانے پر سجدہ سہو نہیں، البتہ قصداً سنت کا چھوڑنا خطاء ہے)

حکایت : حضرت وہب بن منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام اپنے ”طیارے“ ”ہوائی تخت“ پر جارہے تھے کہ کسانوں نے آپ کی اس شان و شوکت کو دیکھ کر کہنا شروع کر دیا کہ آل داؤد کو تو جو کچھ ملا، ملا، لیکن تمہارا ایک بار سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ کہنا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں قبولیت کا شرف پائے وہ ہماری وسیع و عریض مملکت سے زیادہ بہتر ہے، انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کے تفکرات کو دور فرمائے جس طرح ہماری پریشانی کو دور فرمایا!

فائدہ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت اسرائیل علیہ السلام بارگاہ سید الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور درج ذیل تسبیح کی عظمت کو بیان کیا کہ جو شخص اسے ایک مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے ان ذاکرین کے زمرہ میں افضل مقام عطا فرمائے گا جو اسے شب و روز یاد کرتے رہتے ہیں اور اسے جنت عطا فرما کر خوش کرے گا، نیز جس طرح (موسم خزاں میں درختوں کے پتے جھڑتے ہیں اسی طرح اس کے گناہ جھڑ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم اس پر مبذول رہے گی، اور اسے دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ تسبیح یہ ہے، سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عدد ما علم اللہ ووزن ما علم اللہ ومثل ما علم اللہ

نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ تسبیح پڑھے گا ”سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عدد ما فی علم اللہ ودوام ملک اللہ، دنیا اور اہل دنیا بیشک ختم ہو جائیں مگر اس کے پڑھنے والے کا ثواب ختم نہیں ہوگا!!



حکایت : حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے خواب میں سنا کوئی منادی اعلان کر رہا ہے لوگو اپنی پریشانیوں سے بچنے کا اسلحہ اٹھاؤ، چنانچہ لوگ اپنے اپنے اسلحات کو اٹھانے لگے تو اس نے کہا، یہ تو تمہاری پریشانیوں کے وقت کا اسلحہ نہیں ہے پھر کوئی شخص اہل زمین سے بولا فرمائیے ہماری گھبراہٹ کو دور کرنے والے کون سے ہتھیار ہیں اس پر جواباً یہ کلمات سنائی دیئے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۵

فوائد جلیلہ فائدہ نمبر ۱: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب قیامت ہوگی تو لا الہ الا اللہ اپنے پڑھنے والے کے سامنے، سبحان اللہ، پیچھے، الحمد للہ، دائیں، اللہ اکبر، بائیں اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس کے سر پر چھتری کی طرح حفاظت کریں گے، (گویا کہ یہ اس کا باڈی گارڈ دستہ ہوگا) جن مصائب و آلام اور مشکلات میں اور لوگ پڑے ہونگے یہ ان سے بالکل محفوظ رہے گا اسے علامہ ابن عمامہ نے کتاب الذریعہ میں ذکر کیا!

فائدہ نمبر ۲: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی گئی تو ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کلمات سے تسبیح پڑھی، سبحانک اللہم وبحمدک اشہدان الا الہ الا انت وحدک لا شریک لک عملت سوء وظلمت نفسی فاغفر لی ذنبی وارحمنی وتب علی انک انت التواب الرحیم ۵ یہ سنتے ہی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت کیا یہ تسبیح کس نے پڑھی ہے؟ وہ صاحب عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کے اس غلام نے، آپ نے فرمایا مجھے اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تیرے منہ سے ابھی آخری کلمہ نکلنے نہیں پایا تھا کہ میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا جو بڑے اشتیاق

سے اس کے ثواب کو لکھنے کی طرف مائل ہیں اور ان میں ہر ایک کی یہی خواہش ہے کہ میں لکھوں! پھر انہیں آسمانوں کی طرف پرواز کرتے پایا ہے یہاں تک کہ وہ عرش معلیٰ تک پہنچ گئے اور ان کلمات عظمیٰ کو عرش کے نیچے محفوظ کر دیا، وہی قیامت تک وہی محفوظ رہیں گے یہاں تک کہ تجھے ان کے ساتھ آتے ہی اور عطا کئے جائیں گے۔

فائدہ نمبر ۳: سید عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بندہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر وتبارک اللہ پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ اسے اپنے قبضہ میں لے کر اور اپنے پروں کی حفاظت کے ساتھ آسمانوں کی طرف لے جاتا ہے اور اس کا فرشتوں کی کسی ایسی جماعت کے پاس سے گزر نہیں ہوتا جو پڑھنے والے کے لئے استغفار نہ کرتی ہو، یہاں تک کہ وہ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوتا ہے! اسے حاکم نے روایت! نیز فرمایا اس کی اسناد صحیح ہیں۔

فائدہ نمبر ۴: حضرت ابو العادات علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام سبحان من ہو مطلع یعلم جوارح القلوب سبحان من یحصی عدد الذنوب سبحان من لا ینحی علیہ خافیۃ فی السموت ولا فی الارض سبحان اللہ الروف الودود پڑھا کرتے تھے، جو اسے ایک مرتبہ پڑھتا ہے اس کے نامہ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں درج کی جاتی ہیں اور دس لاکھ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس لاکھ درجے بلند کئے جاتے ہیں۔

فائدہ نمبر ۵: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی حضرت ذوالقرنین سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا تم نے تمام ممالک کو کیسے فتح کیا! اور مشرق و مغرب کی ولایتوں



کا کیسے مالک بن گیا! انہوں نے کہا قل هو اللہ احد اور دیگر چند کلمات کے وظیفہ کرنے سے مجھے اس طرح غلبہ نصیب ہوا اور عرض کیا ”جو ان کلمات کو پڑھے گا اس کے دس لاکھ گناہ مٹا دیئے جائیں گے“ دس لاکھ نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج ہوں گی اور دس لاکھ درجے ترقی پائے گا، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وہ چند کلمات کون سے ہیں مجھے بھی بتائیے تو انہوں

نے کہا وہ یہ ہیں ”سبحان من ہوا بق لا فنی سبحان من ہو عالم لا نسی سبحان من ہو قیوم لا ینام سبحان من ہو مراسم لا یستہو سبحان من ہو واسع لا یتکلف سبحان من ہو قائم لا یلہو سبحان من ہو عزیز لا یظلم“ حضرت ابوالعادات نے کہا ہے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام ان کلمات کا ورد کیا کرتے تھے، سبحان من ہو فی علوہ وان وفی دونوہ عال وفی اشراقہ منیر وفی سلطانہ قوی، یعنی پاک ہے وہ ذات جو باوجود بلند تر ہونے کے پھر بھی قریب ہے، اور قریب نہ ہونے کے بلند تر ہے، جو انوار و تجلیات بخشائش کا مرکز اور اپنی سلطانی میں مضبوط و قوی ہے، جو اسے یومیہ دس مرتبہ پڑھا کرے گا گویا کہ اس نے چالیس ہزار حج کرنے کی سعادت حاصل کی! حضرت سیدنا آدم علیہ السلام یہ دعا پڑھا کرتے تھے سبحان الخالق الباری، سبحان اللہ العظیم وبحمدہ جو کوئی شخص ان کلمات کو دس بار پڑھے کہ اللہ تعالیٰ اسے ایسی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان نعمتوں کی کیفیت کا گمان گزرا ہوگا۔

حضرت سیدنا یونس علیہ السلام یہ دعا پڑھا کرتے تھے، سبحان القاضی الاکبر سبحان الخالق الباری سبحان القادر المقتدر سبحان اللہ العظیم وبحمدہ

حضرت ابوالسعادات فرماتے ہیں کہ جو اسے یومیہ ایک بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا جو اسے ہر برائی سے بچائیں گے، اور اسے اتنا ثواب عطا فرمائے گا گویا کہ اس نے ایک ہزار غلام آزاد کئے ہوں! کسی امیر ترین آدمی کے پاس ایک قلمی کتاب جس پر لکھا ہوا تھا تالیف ابوالسعادات اسی سے میں نے یہ بات درج کی ہے، لیکن مصنف کی ثقاہت مجھے معلوم نہیں! واللہ تعالیٰ وحیب الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



## صبح و شام کے اذکار؟

**فصل :** حضرت امام نودی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب الاذکار میں رقم فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا! الہی تو نے مجھے ہاتھ کی کمائی میں مصروف کر دیا ہے، لہذا کوئی ایسی دعا تعلیم فرما دے جس سے تمام مخلوق تسمیحات کی ادائیگی ہو سکے، تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی ”صبح و شام یہ کلمات طیبات تین تین مرتبہ پڑھ لیا کریں“ والحمد للہ رب العلمین حمدا یوافی نعمتہ وبکا فی مزیدہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص صبح و شام یہ دعا پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ستر بلاؤں سے محفوظ رکھے گا ان میں ادنیٰ درجہ تفکرات کا ہے نیز حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر صبح و شام تین تین مرتبہ اس دعا کو پڑھے گا اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (رواہ الترمذی وقال هذا حدیث حسن صحیح)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سرہ براء جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار کہا، کیا میں تجھے ایسی حدیث بیان نہ کروں؟ جسے میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارہا مرتبہ سنا ہے میں نے عرض کیا ضرور بیان کریں۔ انہوں نے فرمایا جو صبح و شام یہ دعا پڑھے گا وہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ بھی طلب کرے گا اسے عطا ہوگا! اللہم انت خلقتنی وانت تہدیننی وانت تطعمنی وانت تسقیننی وانت تمیتنی وانت تحییننی، الہی تو نے مجھے پیدا فرمایا تو نے مجھے ہدایت سے نوازا، تو ہی

مجھے کھلاتا، پلاتا ہے اور تیرے ہی قبضہ قدرت میں میری زندگی اور موت ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے کوئی ایسا وظیفہ عطا فرمائیے جسے صبح و شام پڑھتا رہوں تو آپ نے فرمایا یہ کلمات پڑھ لیا کریں، اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ رب کل شئی وملائکۃ اشہدان لا الہ الا انت اعوذبک من شر نفسی ومن شر الشیطن وشرکہ اعوذ باللہ السميع العليم من الشیطن الرحیم ○ نیز سورہ حشر کی آخری تین آیات صبح و شام اور سوتے وقت پڑھ لیا کریں، اور جو بھی کوئی شخص اسے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر کرے گا جو دعائے رحمت و بخشش کرتے رہیں گے حتیٰ کہ جب فوت ہوگا تو درجہ شہادت پر فائز ہوگا! (رواہ الترمذی) شرکہ میں شین کو فتح اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھنا جائز ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح و شام سبحان اللہ و بجمہ ایک ہزار بار پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے سودا فرما لیتا ہے اور اس دن کے اختتام تک اللہ تعالیٰ اسے رہائی سے نواز دیتا ہے، رواہ الطبرانی وغیرہ

حکایت : حضرت وحیب بن درد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شب میرا قبرستان جانا ہوا، تو مجھے نہایت خوفناک آوازیں سنائی دیں، پھر میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کرسی پر بیٹھا کہہ رہا ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے پاس لانے کی کون ضمانت دیتا ہے! لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا اس کی طرف سے میں ضامن ہوں! پھر وہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا اور جلد ہی واپس پلٹا! اور عرض گزار ہوا ان تک میری رسائی نہیں، مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ صبح و شام ایک دعا پڑھتے ہیں!



حضرت و حیب بیان کرتے ہیں کہ پھر میں خود ان کے پاس پہنچا اور تمام ماجراء سنایا، وہ کہنے لگے ہاں میں صبح و شام تین تین بار ان کلمات کا ورد کرتا ہوں! امنت باللہ العظیم و کفرت بالجبت والطاغوت واستمسکت بالعروة الوثقی لا انفصام لها واللہ سمیع علیم ○ اسے ترغیب و ترہیب سے نقل کیا گیا ہے!

حضرت امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جبت، بت کو کہتے ہیں اور طاغوت شیطان کو! بعض کہتے ہیں طاغوت شاعر کو اور جبت، کاہن (نجومی و جادوگر) کو! اور اہل لغت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جس کسی کو پوجا جائے اسے جبت اور طاغوت کہتے ہیں!

عروة الوثقی سے کلمہ توحید مراد ہے اور بعض نے فرمایا ”نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس مراد ہے“ نیز بعض قلب سلیم سے تعبیر کرتے ہیں! ”بدر الفلاح“ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کلمات کو پڑھا کرتے تھے۔

حسبى الرب من المربوبين حسبى الخالق من المخلوقين حسبى الرزاق من المرزوقين حسبى الله الذى لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم

حضرت نحاس علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ جسی اللہ، حبنا اللہ کہنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے کیونکہ اس میں تعظیم و تکریم کا پہلو نمایاں ہے! حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس دعا کو صبح و شام وظیفہ بنا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایک بار پڑھنے سے چوتھائی حصہ بدن کا دوزخ سے محفوظ کر دیتا ہے اسی طرح دو بار سہ بار اور چہار بار پڑھنے سے اس کا تمام جسم عذاب دوزخ سے بچا لیا جائے گا دعا یہ ہے! اللہم انی اصحبت اشہدک واشہدک حملة عرشک وملائکتک وجميع

خلقک انک انت الذی لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدًا  
عبدک ورسولک (رواہ النسائی)

علامہ ابن العمام رحمہ اللہ تعالیٰ کشف الاسرار و الحکمۃ میں فرماتے ہیں ”ترتیب  
آزادی کے متعدد درجات ہیں جب کوئی شخص اپنے آپ پر چار بار زنا کا  
اعتراف کرتا ہے تو اس کا خون معاف ہو جاتا ہے (یعنی حد لگانے یا سنگساری  
کے باعث وہ مر جائے تو اس کا خون کسی کے ذمہ نہیں) اور پھر وہ اس جرم کی  
سزا پانے کی وجہ سے عذاب دوزخ سے بھی نجات پالیتا ہے۔“

زنا کے ثبوت میں چار گواہوں کی گواہی کو مشروط اس لئے کیا گیا ہے کہ  
یہ دو جسموں سے سرزد ہوتا ہے اور ایک کے لئے دو دو گواہ مطلوب ہیں، نیز  
اللہ تعالیٰ نے زانی سے پہلے زانیہ کا ذکر کیا، اس لئے کہ زنا اکثر عورت ہی کی  
رضامندی سے ظہور پذیر ہوتا ہے اور چوری کرنے والی عورت سے پہلے چور کا  
ذکر اس لئے ہے کہ چوری اکثر مرد سے وقوع پذیر ہوتی ہے، رہی یہ بات کہ  
چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے لیکن ذکر کے کاٹنے کا نہیں، اس کا سبب یہ ہے  
کہ اس سے نسل منقطع ہوتی ہے اس لئے اس کی اجازت نہیں! دوسری بات  
یہ بھی ہے کہ وہ پوشیدگی میں واقع ہوتا ہے، اس لئے اس میں زجر و توبیخ کا ہونا  
مشکل ہے! یعنی اس سے دوسرے سبق حاصل نہیں کر سکتے! ہاتھ کٹا تو ہر ایک  
کو دکھائی دیتا ہے جس سے عبرت حاصل کی جاسکتی ہے اور یہ بھی کہ چور کا  
ایک ہاتھ کٹ جائے تو وہ دوسرے ہاتھ سے کاروبار زندگی چلا سکتا ہے (رواہ  
قرطبی وغیرہ) (ایک یہ بھی بات ہے کہ مرد کا اگر پوشیدہ حصہ بطور سزا کاٹنے کا  
حکم ہوتا تو عورت جو زنا کی اصل سبب ٹھہرتی ہے اس کا کون سا حصہ بطور سزا  
کاٹا جائے گا؟

پھر اس میں کیا حکمت ہے اگر کوئی غنی کسی غلام کے ایک حصہ کا مالک  
ہو اور وہ اپنا حصہ آزاد کر دے تو تمام غلام آزاد ہو جائے گا اور اپنے شریک کو



اس کی قیمت ادا کرنا پڑے گی، کیا سبب ہے جب کوئی شخص ان کلمات کو ایک بار پڑھتا ہے تو چوتھائی حصہ آزادی پاتا ہے، مکمل طور پر آزاد نہیں کیا جاتا، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہر غنی سے غنی ہے اس پر جواباً کہا گیا ہے کہ آزادی کا شریک کے حصہ میں اثر پذیر ہونا ایک قسم کی مجبوری ہے اور یہ امر اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے نیز سرایت تو شراکت میں ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی شریک و سہم نہیں!

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے غلام کی آزادی کے لئے کسی کو وکیل ٹھہرائے اور وکیل غلام کے بعض حصہ کو آزاد کرے تو وہ اتنی ہی مقدار میں آزادی پائے گا، مکمل طور پر آزادی کا یقینی ہونا راجع ہے! ہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بھی کبھی بندہ کا بعض حصہ ہی دوزخ سے آزاد ہوتا ہے! جیسے کہ صحیح حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مواضع سجود کو آگ پر حرام ٹھہرایا ہے کہ وہ نہیں جلائے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اور تمام مسلمانوں کو دوزخ سے محفوظ رکھے۔ امین۔:-

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح و شام یہ کلمات پڑھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے یقیناً راضی کرے گا! رضیت باللہ ربنا وبالا سلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ورسولا، (رواہ الترمذی) ابو داؤد شریف میں ہے کہ ان کلمات کو کہنے والے کے لئے لازمی طور پر جنت ہے!

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں ان کلمات کو یومیہ صبح و شام تین تین بار کہے اور محمد نبیا و رسولاً کہنا مستحب ہے! اس طرح دونوں روایات پر عمل ہو جائے گا! اور اگر نبیا یا رسولاً میں سے ایک بھی کلمہ کہے تو بھی حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عامل قرار دیا جائے گا!

حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یومیہ صبح کے وقت ان کلمات کا وظیفہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دس نیکیاں عطا فرمائے گا، دس گناہ مٹ جائیں گے اور دس درجے ترقی ہوگی! اور اگر شام کو بھی پڑھے گا تو اسے ہی ثواب و درجات پائے گا (رواہ النسائی) نیز روایت کرتے ہیں کہ جو شخص لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ احد صمد لم یلد ولم یولد لکن لہ کفوا احد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے دس لاکھ نیکیاں عطا فرمائے گا!

حضرت ابوکامل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو یقین کامل سے اس بات کی دلی طور پر شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے (لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک) اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اللہ تعالیٰ ہر مرتبہ کہنے کی برکت سے اس کے سال بھر کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔:-

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چاروں صاحبزادیوں میں کسی سے (حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ان میں سیدہ فاطمہ سب سے چھوٹی مگر ان میں افضل ہیں) فرمایا ان کلمات کو پڑھا کریں ”سبحان اللہ وبحمدہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ کان وما لم یشاء ولم یکن اعلم ان اللہ علی کل شئی قذیر وان اللہ قدا حاط بکل شئی علما، کیونکہ انہیں صبح پڑھنے والا شام تک



(ہر تکلیف سے محفوظ رہے گا) اور شام کو پڑھنے والا صبح تک محفوظ رہے گا!  
(رواہ ابو داؤد و النسائی)

حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اگر کوئی دن کا نیکی پر آغاز کرتا ہے اور نیکی پر ہی اختتام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے میرے بندہ سے جو کچھ اس کے درمیان سرزد ہوا اسے نہ لکھیں (طہرانی نے اس کو اسناد حسن سے روایت کیا ہے) معوذتین (سورہ الفلق، سورہ الناس) اور سورہ اخلاص کے صبح و شام پڑھنے نیز درود شریف کے دس دس بار پڑھنے سے متعلق حدیث شریف گزر چکی ہے کہ انہیں میری شفاعت نصیب ہوگی، اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس و اطہر پر درود و سلام پڑھنے کے فضائل کا باب عنقریب آ رہا ہے۔

## باب محبت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ“ تمہیں ہرگز محبت کی نعمت نصیب نہیں ہوگی جب تک اپنی محبت بھری اشیاء سے راہ خدا میں صرف نہیں کرو گے!

کسی عارف کا ارشاد ہے ”لَنْ تَنَالُوا مَحَبَّتِي وَفِي قُلُوبِكُمْ مَحَبَّةٌ غَيْرِي“ تمہیں میری محبت ہرگز میسر نہیں ہوگی جب تک تیرا دل غیر کی محبت میں لٹکا ہوا ہے! نیز محبت تو زندہ دل میں ہوتی ہے اور دل کو نفس کی موت سے زندگی ملتی ہے اسی سے متعلق ایک حکایت ملاحظہ کیجئے!

حکایت :- بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص کے پاس ایک درہ نامی پرندہ تھا جو بڑی فصاحت سے باتیں کیا کرتا! ایک دن جب وہ شخص حبشہ کے سفر پر روانہ ہونے لگا تو اس پرندے نے کہا ”جب تو اس ملک میں میرے ہم جنسوں سے ملاقات کرے تو انہیں میرا سلام کہنے کے بعد بتانا کہ ”میں تو ایک لوہے کے پنجرے میں بند ہوں بناء علیہ میں تمہارے پاس نہیں آ سکتا“ لہذا تم ہی آ کر خبر لے جاؤ! جب وہ شخص وہاں پہنچا اور اس نے پرندوں کو پیغام پہنچایا تو وہ سنتے ہی پھڑپھڑاتے ہوئے زمیں پر گر پڑے گویا کہ وہ مر چکے ہیں! یہ کیفیت دیکھ کر وہ شخص دل ہی دل میں کہنے لگا کاش کہ میں پیغام نہ پہنچاتا!

جب واپس آیا تو درہ کو ان کی موت سے آگاہ کیا، یہ سنتے ہی پھڑپھڑایا اور اسی طرح مردہ بن گیا! مالک نے پنجرے سے باہر نکال کر پھینک دیا، اس کا پھینکنا تھا کہ پرندہ اڑا اور کہنے لگا اے میرے مالک وہ میرے جن مرے نہیں تھے بلکہ انہوں نے مجھے رہائی کا طریقہ بتایا تھا!

منہاج میں ہے کہ درہ نامی پرندے کا کھانا حرام ہے! ”نفس کا مرنا دل کی



زندگی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْهُ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں محبوب رکھتا ہے اگر کہا جائے کہ یہ کیا معاملہ جب محبت کا ذکر ہوا تو اپنی محبت کا اظہار ان کی محبت سے قبل فرمایا اور جب ذکر و اذکار کا معاملہ آیا تو فرمایا ”فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ“ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا! اس کے جواب میں حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ فرمایا ملاحظہ ہوا! آپ نے فرمایا ”یاد مقام طلب ہے“ گویا کہ یہاں بندوں کو طلب کا حکم فرمایا بناء علیہ انہیں کا پہلے ذکر فرمایا، لیکن محبت عطیہ خداوندی ہے۔ جو تحفہ ظہور پذیر ہوتا ہے! اس میں بندے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا، اسی وجہ پردہ غیب سے جب مشیت خداوندی کے موافق ظہور ہوتا ہے تو طبعی محبت پائی جاتی ہے! لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو بندوں کی محبت پر مقدم رکھا یہ اس کا بندوں پر فضل و احسان ہے اس سے بندے کو کوئی اختیار نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی محبت کو ہماری محبت پر مقدم فرمایا ہے یہ اس کا فضل و احسان ہے، بندوں سے اللہ تعالیٰ کے محبت کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں اطاعت و عبادت کی توفیق عنایت کی جاتی ہے۔ یہ آیہ کریمہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی، ریاض النضرہ میں اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے ان کلمات میں دعا ہے اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اَبْنٰی بَكْرِ فَارَنَّهُ یُحِبُّكَ وَیُحِبُّ رَسُوْلَکَ الْاَبُو بَکْرٍ پر اپنی خصوصی رحمت فرما کیونکہ وہ تیرے اور تیرے رسول سے محبت کرتے ہیں نیز اسی کتاب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے کہ ابو بکر وزیری والقائم فی امتی بعدی ابو بکر میرے وزیر ہیں اور میرے بعد میری امت کے خلیفہ ہوں گے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولده والناس اجمعین تم میں سے اس وقت

تک کوئی صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ تمہیں محبوب نہ ہو جاؤں، نیز فرمایا الحب فی اللہ والبغض فی اللہ من الایمان اللہ تعالیٰ کے لئے محبت و عداوت اختیار کرنا داخل ایمان ہے۔:-

احیاء العلوم میں مرقوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی، اگر تم تمام آسمانوں اور زمین والوں کی مقدار کے برابر بھی عبادت کرو لیکن تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کے لئے محبت اور اسی ذات اقدس کے دشمنوں سے عداوت نہیں تو تمام عبادت بے فائدہ ہے، قابل قبول نہیں!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (بدعتی یعنی بد عقیدہ) سے اعراض کرے گا اللہ تعالیٰ اسے فزع اکبر کے دن (قیامت) امن و امان عطا فرمائے گا! اور جو بد عقیدہ کو سلام کرے، خندہ روئی سے پیش آئے اور اس کا خیر مقدم کرے، جس کے باعث اسے خوشی و مسرت حاصل ہو، تو اللہ تعالیٰ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ نازل فرمایا ہے اس کی اس نے توہین اور بے ادبی کی!

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بد عقیدہ کو تکلیف پہنچانا، اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ (رواہ ابو داؤد) افضل ترین عمل اللہ تعالیٰ کے لئے ہی محبت کرنا اور اسی کے لئے دشمنی اپنانا ہے، نیز فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے المتحابون بجلالی فی ظل عرشى یوم القیامتہ لا ظل الا ظلى جو میرے جلالت شان کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں قیامت کے دن وہ میرے عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن کسی اور کا سایہ نہیں ہو گا (رواہ



امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے آپس میں محبت کرنے والے سرخ یاقوت کے محلّات میں ہوں گے جو ایک عظیم ستون پر نمایاں طور پر دکھائی دیں گے اس میں ستر ہزار بالا خانے اور کھڑکیاں ہوں گی، جن سے وہ جنتیوں کا نظارہ کریں گے اور ان کے حسن و جمال کے انوار سے جنتی اسی طرح فیوض و برکات حاصل کریں گے۔ جس طرح آفتابی انوار سے دنیا والے مستفیض ہوتے ہیں اس وقت اہل جنت کی تمنا ہوگی کہ ہمیں بھی ان کے پاس لے چلیں جو محض رضائے الہی کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے ہیں۔ ان کے لباس سندس ریشم سے بنائے گئے ہوں گے اور ان کی پیشانیوں پر کندہ ہو گا ہولاء المنحابون فی اللہ یہی وہ خوش بخت ہیں جو آپس میں محض اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھنے والے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جنت میں یاقوت کے ستون ہیں جن کے اوپر زبرجد کے بالاخانے بنے ہوئے ہیں اور ان کے دروازے کھلے ہیں اور ایسے چمکدار جیسے ستارے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں کون خوش بخت ٹھہریں گے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لئے محبت و ملاقات کرنے والے (رواہ بزاز رحمہ اللہ تعالیٰ) اور یہ بھی مروی ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنے بھائی کے پاس محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے ملنے آئے! اور اسے آسمان سے منادی یہ نہ پکارتا ہو، ان طبت و طابت لک الجنة! اگر تو خوش ہے تو تجھ پر جنت بھی خوش ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میرے بندہ نے اپنی مہمانی پر میری زیارت کی! پس پھر وہ جنت کے سوا کسی ثواب وغیرہ پر راضی نہ ہو، امام طبرانی علیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان بھائی سے ملنے جاتا ہے تو ستر ہزار

فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہوئے اس کی معیت میں چلتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں یا اللہ جل جلالک ، جیسے یہ آپ کی رضا و خوشنودی کے لئے ملے ہیں ایسے ہی آپ بھی انہیں اپنے قرب سے نوازئیے۔

حضرت ابو مسلم عبداللہ بن ثوب خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا انی احبک فی اللہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تجھ سے محبت کرتا ہوں! انہوں نے فرمایا پھر بشارت سنئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ سننے کی سعادت حاصل کی ہے کہ میری امت میں سے ایک جماعت کے لئے عرش کے چاروں طرف کرسیاں بچھائی جائیں گی اور وہ ان پر بیٹھی ہوگی ان کے چہرے ایسے چمکتے ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند! دوسرے لوگ انہیں دیکھ کر گھبرائیں گے لیکن انہیں کچھ فکر و پریشانی نہیں ہوگی لوگ ان سے خوف کھائیں گے لیکن وہ کسی سے خائف نہیں ہوں گے وہ اولیاء اللہ ہیں جن کے بارے ارشاد ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ انہیں کسی قسم کا خوف اور غم و حزن نہیں ہے، دریافت کیا گیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا، یہ وہ جماعت ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے آپس میں الفت و محبت رکھتے ہیں! اسے عوارف المعارف میں رقم کیا گیا ہے۔

واضح ہو کہ محبت کئی طرح سے ہوتی ہے، ایک محبت مباح ہے، جیسے عام لوگوں سے باہمی ربط و محبت، ایک محبت مکروہ، جیسے محبت دینا، محبت نفلی جیسے اہل و عیال سے محبت کرنا! محبت فرض! اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت اللہ تعالیٰ کی محبت سے مشروط ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ



میرے حبیب اعلان فرمادیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب و برگزیدہ بننا چاہئے  
 ہو تو میرے نقش قدم پر چلو، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا واسبغ  
 علیکم نعمۃ ظاہرۃ و باطنۃ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی ظاہری و باطنی  
 نعمتوں سے نوازے گا۔ :-

حضرت سہل بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ظاہری نعمت  
 سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنانا ہے اور باطنی نعمت  
 سے آپ کی محبت کا نصیب ہونا ہے، بعض علماء فرماتے ہیں ظاہری نعمت اسلام  
 ہے اور باطنی نعمت گناہوں سے توفیق توبہ ہے۔

ابو عمرو اور نافع نے نعمتہ میں کلمہ عین پر فتح اور ہار پر ضمہ پڑھا ہے  
 جب کہ باقی حضرات عین کو ساکن اور ۴ پر تثنیٰ کتے ہیں یعنی نعمۃ کو مفرد  
 پڑھتے ہیں، محبت کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ محبوب کے ہر حکم پر سر تسلیم خم  
 کیا۔ جائے! اور اگر اس کا امر و نہی سے اعراض کیا جائے تو وہ محبت ناقص ہے  
 جس طرح کہا گیا ہے!

تعصی الا له وانت تظہر جہ

لو كان حبك صادقا لأطعته

هذا العمرى فى القياس بدیع

ان المحب لمن يحب مطیع

تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے باوجود ظاہر کرتا ہے کہ میں اس کا محب  
 ہوں اگر تیرا دعویٰ محبت سچا ہوتا تو، تو یقیناً اس کی فرمانبرداری کرتا  
 واللہ! یہ بات بعید از قیاس ہے کیونکہ محب تو ہمیشہ محبوب کے سامنے سر تسلیم  
 خم کرتا ہے!!

جیویں پیارا راضی ہووے مرضی ویکھ ججن دی  
 جسے تو مرضی اپنی لوڑیں ایسہ کل کدی نہ بن دی

لطیفہ :- سید عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبیب الی من دنیا کم ثلاث الطیب، النساء، وقرۃ عینی فی الصلوۃ تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔ خوشبو، عورت، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو نماز میں ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انا حبیب الی من دنیا کم ثلاث، الجلوس بین یدک، وانفاق مالی علیک والصلوۃ علیک مجھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، آپ کی دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں، آپ کی خدمت میں رہنا، اپنا مال آپ کی خدمت کے لئے صرف کرنا اور آپ کی ذات اقدس پر ہدیہ صلوۃ و سلام پیش کرتے رہنا۔

چنانچہ ریاض النضرہ میں مذکور ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ پر چالیس ہزار درہم خرچ کئے (آجکل کے حساب سے کروڑوں روپے بنتے ہیں) اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا انا حبیب الی من دنیا کم ثلاث، الامر بالمعروف والنہی عن المنکر و اقامتہ الحدود، مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں، نیکی کی تبلیغ اور رہائی سے منع کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ارشاد فرمودہ حدود کو قائم رکھنا،

حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا انا حبیب الی من دنیا کم ثلاث اطعام الطعام وامشاء السلام والصلوۃ باللیل والناس نیام مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں، کھانا کھانا، سلام کو پھیلانا، شب بیداری اختیار کرنا، جبکہ لوگ سو رہے ہوں! اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے بھی تمہاری دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں انا حبیب الی من دنیا کم ثلاث الضرب بالسیف و اقراء الضیف والصوم فی الصیف جہاد، بالسیف، مہمان نوازی، اور گرمیوں کے



روزے، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت ماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آئے اور کہنے لگے یا نبی اللہ وانا حبب الی من دنیا کم ثلاث النزول الی النبیین و تبلیغ الرسالة للمرسلین والحمد لله رب العلمین، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی آپ کی دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں انبیاء کرام علیہم السلام کی خدمت میں آنا، رسولوں کے پاس احکام و کلام خداوندی لانا، اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بجالانا!

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ انا حبب الی من دنیا کم ثلاث لسان ذاکر، قلب شاکر و جسد علی البلاء صابر مجھے بھی تمہاری دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں، ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور مصائب و آلام پر صبر کرنے والا جسم!

پس ان تمام باتوں پر عمل کرنا محبت کی نشانی ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ جنت میں مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت نصیب ہو تو اسے آپ کے فرمان پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے جو مجھ سے محبت کرے گا وہ میرے ساتھ جنت میں داخل ہو گا، اس حدیث کے ابتداء میں جو اشارہ کیا گیا ہے اس کی تفصیل باب زہد میں عنقریب آئے گی انشاء اللہ العزیز جب اس حدیث پر ائمہ اربعہ مطلع ہوئے تو ان حضرات نے بھی اتباع سنت میں اپنے اپنے جن خیالات کا اظہار فرمایا ملاحظہ ہو۔

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! انا حبب الی من دنیا کم ثلاث تحصیل العلم فی طول اللیالی و ترک الترفع و التغالی و قلب من حب الدنیا خالی مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں، لمبی راتوں میں حصول علم، بڑائی اور فخر کو ترک کرنا، اور دنیوی محبت سے دل کو خالی رکھنا!

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انا حبب الی من دنیا

کم ثلاث مجاورة روضته، صلى الله عليه وسلم و ملازمة تربته و تعظیم اهل بیتہ مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری، اور آپ کے مزار اقدس پر ہیشگی اور آپ کے اہل بیت کرام کی تعظیم و توقیر کو بجالانا، حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انا حبيب الى من دينا کم ثلاث، الخلق بالتلطف، ترک ما يودی الى التكلف والا قتداء بطريق التصوف، مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں حسن اخلاق سے پیش آنا، تکلف، تصنع اور بناوٹ کو چھوڑنا اور تصوف کے راستے پر گامزن رہنا!

اور حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انا حبيب الى من دنيا کم ثلاث، متابعة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اخباره والتبرک بانواره و سلوک طریق آثارہ تمہاری دنیا سی مجھے تین چیزیں محبوب ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات و فرمودات پر عمل پیرا ہونا اور آپ کے انوار و تجلیات سے برکت حاصل کرنا اور آپ کے معروف طریقہ کو اپنانا،

حکایت :- احیاء العلوم میں کسی شخص نے بیان کیا ہے کہ مجھے سید عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں اس طرح زیارت نصیب ہوئی، آپ کے ساتھ ایک جماعت ہے کہ اسی اثناء میں دو فرشتوں کو آسمان کی طرف سے اترتے دیکھا جن میں ایک کے پاس سونے کی پلیٹ ہے اور دوسرے کے پاس چاندی کا آفتابہ (لوٹا) اس سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ دھوئے پھر اس جماعت نے یکے بعد دیگرے ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ وہ میرے پاس بھی آئے ایک نے کہا یہ شخص تو ان میں سے نہیں ہے! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا فرمان ہے۔ المرء مع من احب وانا احبک و احب هؤلاء فقال النبی صلی



اللہ علیہ وسلم صبا علی یدہ فہو منہم! آدمی جس سے محبت رکھتا ہو گا وہ اسی کا ساتھی ہے اور میں آپ سے اور آپ کے صحابہ سے محبت رکھتا ہوں، اس پر آپ نے فرشتوں کو فرمایا اس کے ہاتھ پر بھی پانی ڈالو! کیونکہ یہ بھی اسی جماعت میں سے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من احبنی کان معی فی الجنة جو میرے ساتھ محبت کرتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا! اور فرمایا ”من احب اصحابی وازواجی واهل بیتی ولم یطعن فی احد منہم وخرج من الدنیا علی محبتہم کان معی فی درجتی یوم القیامہ“ جس شخص نے میرے صحابہ اور میرے اہل خانہ (امہات المومنین) اور اہل بیت کرام سے محبت اختیار کی اور کسی کو بھی سب و شتم کا نشانہ نہ بنایا اور دنیا سے جب اس نے وصال کیا تو اس کا دل ان کی محبت سے معمور تھا، وہ روز قیامت میرے ہی ساتھ میرے ٹھکانے پر ہو گا، اس کا تفصیلی بیان ان کے فضائل و مناقب کے باب میں انشاء اللہ العزیز آ رہا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! میں نے اپنے رب سے، اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مشاجرات کے بارے میں دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اصحابک یا محمد عندی بمنزلۃ النجوم بعضها اضواء من بعض آپ کے صحابہ کرام! میرے نزدیک ستاروں کی طرح ہیں جو ایک سے ایک زیادہ روشن ہے پس ان کے اقوال مختلفہ میں سے کوئی بھی شخص کسی بات پر عمل کرے گا تو وہ بھی ہدایت یافتہ ہو گا، اسے ریاض النفرہ کے آغاز میں لکھا گیا ہے!

لطیفہ: محبہ: میں چار حرف ہیں، م، ح، ب، ہ، آدمی دو حرفوں کو استعمال کرتا ہے۔ م نہ امت سے اور ح حفظ حرمت سے تو اللہ تعالیٰ دو حرفوں سے جزا عطا فرماتا ہے، ب سے بر (نیکی) اور حرف ہ سے ہدایت!

حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ سمیت المحبة لانها تمحو  
عن القلب ماسوی المحبوب محبت کا نام اس لئے محبت رکھا گیا کہ یہ  
محبت کے دل سے محبوب کے سوا ہر چیز کو محو کر دیتی ہے:

بعض کہتے ہیں کہ محبت، دانے کی مثال رکھتی ہے، جب عمدہ زمین میں  
پڑے گا تو ایک ایک دانے سے سات سات بالیاں پیدا ہوں گی اسی طرح محبت  
کا بیج جب قلب مخلص میں پڑے گا تو اس سے بھی عبادت و ریاضت کی سات  
سات بالیاں نمایاں ہوں گی۔

رسالہ قشریہ میں ہے کہ عشاق کے قلوب انوار الہیہ سے منور ہیں جب  
اشتقاق میں ترقی ہوتی ہے تو زمین و آسمان انوار محبت سے منور ہو جاتے ہیں،  
پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے دیکھو انسان میرے عشق و محبت میں کس  
طرح مبتلا ہیں، گواہ رہو! میں بھی انہیں کا مشتاق ہوں!

حکایت : حضرت ابوبکر کنانی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ  
مشائخ کرام میں محبت کے سلسلہ میں گفتگو شروع ہوئی جبکہ حضرت جنید  
بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ ابھی چھوٹے تھے، گفتگو خاصی طوالت اختیار کر گئی تو ان  
لوگوں نے آپ سے کہا جناب عراقی صاحب! اب آپ اس کی بابت جو علم  
رکھتے ہیں، اظہار فرمائیے! انہوں نے فرمایا ”محبت ایسا شخص ہے جو اپنے قلب  
کی خواہشات سے گزر کر صرف اپنے پروردگار کی یاد میں مست رہے! اس  
کے حقوق کی ادائیگی میں مستعد رہے! اور اپنی قلبی نظر صرف اور صرف اسی  
ذات اقدس پر رکھے، اس کی محبت کی آگ میں جلتا رہے اور اس کی شراب  
محبت کے کاسہ سے اس کا دل لبریز رہے اگر کوئی بات کہے تو اللہ تعالیٰ ہی کے  
ساتھ بولے، اگر کوئی حرکت کرے تو اسی کے لئے، اگر رکے تو اسی کے حکم پر  
پس وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اللہ تعالیٰ کی معیت میں رہے،  
اس کلام سے مشائخ کرام کی چیخیں نکل پڑیں، اور بزبان حال پکار اٹھے اس



سے زیادہ اور عمدہ کون کہہ سکتا ہے! اے خدا شناسوں کے سر تاج!

حکایت : مکہ مکرمہ میں فردوس العارفین میرے مطالعہ میں تھی اس میں کسی مقام پر دیکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں ”میں نے خواب دیکھا کہ چوتھے آسمان پر ہوں! میرے استقبال کے لئے فرشتے آئے ہوئے ہیں جن سے نور ٹپک رہا ہے! اور تمام آسمان اس سے منور ہیں، مجھے سلام کیا اور میں نے جواب دیا! پھر ایک ایسا نور چمکا جس کی وجہ سے مجھے رب العالمین کا نہایت اشتیاق پیدا ہوا! اس سے ایک نور ظاہر ہوا جس کی چمک دمک سے آسمان نہایت منور ہو گئے! پھر انوار ملائکہ میرے نور کے سامنے ایسے تھا جیسے آفتاب کے سامنے چراغ!

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے ایسے ہی مقبول ترین بندے ہیں جن کے دل عشق الہی سے ایسے پرواز کرتے ہیں، ان کی رفتار کے سامنے چمکتی ہوئی بجلی بھی پیچ ہے! اور پھر وہ محبت کے باغوں میں سیرو تفریح سے مسرور ہوتے رہتے ہیں اور قرب الہی کے تحت پر جا بیٹھتے ہیں۔

(۵) بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد ہو چکا تو حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا! حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا سبب دریافت کیا تو حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض گزار ہوئیں جسے محبت خداوندی کی دولت میسر آ جائے وہ پھر غیر کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتا! جب آپ سلطنت سے سرفراز ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں حضرت زلیخا کے برتاؤ کی بابت معاملہ پیش کیا! حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آکر بتایا کہ اللہ تعالیٰ زلیخا کو سزا دینے کا ارادہ فرماتا ہے مگر اس بنا پر درگزر کرتا ہے کہ وہ میرے محبوب سے محبت کرتی ہے!



حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا گیا۔ اگر جہنم آپ کی فرمانبرداری نہ کرتی تو اس کو کونسی سزا دی جاتی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس پر اپنے عشاق کے دلوں کی آگ کو مسلط کر دیتا۔

حکایت : بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قوم کے پاس سے گزر ہوا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا تم کس امید پر مصروف عبادت ہو وہ بولے جنت کی امید پر اور دوزخ کے خوف کے باعث آپ نے فرمایا تم مخلوق کے امیدوار ہو اور مخلوق ہی سے ڈرتے ہو!

پھر ایک قوم پر سے گزر ہوا ان سے بھی وہی سوال کیا، تو وہ عرض گزار ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے جلال کی تعظیم و تکریم کے لئے جو عبادت ہیں، آپ نے فرمایا بے شک تم اللہ تعالیٰ کے ولی ہو اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہاری معیت اختیار کروں!

احیاء العلوم میں مرقوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قوم پر گزر ہوا جن کا رنگ بدل چکا تھا، جب اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگے دوزخ کے خوف نے ہمیں پریشان کر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تو اپنے ذمہ کرم پر واجب کر رکھا ہے کہ تمہیں امن و امان میں رکھے اور ایک اور گروہ پر گزر ہوا جو ان سے بھی گئے گزرے تھے۔ آپ نے پوچھا تمہاری یہ کیوں ایسی حالت ہے! کہنے لگے جنت کے شوق میں ہمارا یہ حال ہے! آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تو اپنے ذمہ کرم پر واجب کر رکھا ہے کہ جس چیز کے تم امیدوار ہو وہ تمہیں عنایت فرمائے، پھر ایک اور جماعت پر گزر ہوا جو ان سے بھی زیادہ نحیف تھے! ان سے سبب دریافت کیا تو عرض گزار ہوئے! ہم اللہ تعالیٰ کی محبت میں مبتلا ہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک تم مقرب بارگاہ الہی ہو!

بعض مفسرین نے اس آیت فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ

وَمِنْهُمْ سَابِقُ الْخَيْرَاتِ! کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ ظالم لنفسہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو صرف اس دنیا کے لئے عبادت کرتے ہیں، اور منہم مقتصد (”اور ان میں وہ بھی ہیں جو اعتدال کی راہ پر گامزن ہیں“) سے مراد وہ ہیں جو آخرت کی کامیابی کے لئے عبادت کرتے ہیں، ومنہم سابق الخیرات اور ان میں وہ بھی ہیں جو نیکیوں میں اولیت کا شرف حاصل کرنے والے ہیں! ان سے وہ مقدس جماعت مراد ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے عبادت میں مصروف رہتی ہے!

ظالم وہ ہے جو جنت کا عاشق ہو، مقتصد وہ ہے جس پر جنت عاشق ہو، اور سابق الخیرات وہ ہیں جن پر خود خالق مشتاق ہے!

نیز حضرت شیخ عبدالقادر غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جو عنایات اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے قلب پر وارد ہوئیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا سے فرمایا میرے دوستوں کو دیکھ وہ تجھ سے کیسے متنفر ہیں۔ دنیا عرض گزار ہوئی ان پر ابتلاء و آزمائش نازل فرمائیے! اگر وہ صابر رہے تو سچے ہیں۔ پھر ان پر مصائب و آلام کی بارش کی گئی تو وہ خوشی و مسرت سے پکارنے لگے۔ مرحبا مرحبا! اور بڑی محبت سے انہوں نے قبول کیا حتیٰ کہ مصائب و آلام خود فریاد کرنے لگے، ان لوگوں نے تو ہمیں اپنی قلبی و لسانی ذکر سے تباہ کر ڈالا ہے، تو اس وقت اولیاء کرام سے مصائب و آلام کو اٹھایا گیا (اور فرمایا گیا لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون) پھر جنت گویا ہوئی الہی یہ آپ کے دوست ہیں۔ اگر مجھے دیکھ پائیں تو تیری عبادت سے غافل ہو جائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر جنت کو عیاں کر دیا تو انہوں نے بڑی حقارت سے چہرے پھیر لئے، جنت کہنے لگی! یا اللہ! وہ مجھ سے راضی نہیں، تو نہ ہوں لیکن تو ان پر راضی ہو! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جب یہ لوگ میرے لئے ہیں اور میں ان کے لئے تو ان کی محبت میں



میرے ساتھ کوئی شریک نہیں!

حکایت : بیان کرتے ہیں کہ ایک ”عارف کا“ کسی بیمار نصرانی کے پاس جانے کا اتفاق ہوا، جب کہ وہ حالت نزع میں تھا! عارف نے اسے کہا تو اسلام قبول کر لے تو تجھے جنت ملے گی قال لا حاجة لی بها، اس نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں! عارف نے پھر کہا تو اسلام قبول کرے تجھے دوزخ سے نجات حاصل ہوگی۔ قال لا ابالی بها اس نے کہا مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں قال اسلم ولك النظر الى وجه الكريم، اس نے کہا تو اسلام قبول کر لے تجھے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی نعمت میسر ہوگی فاسلم فضاضت روحہ، اس بات کو سنتے ہی وہ اسلام لے آیا اور اسی وقت اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی پھر اسی رات کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا ما فعل الله لك تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا اوقفنی بین یدیه وقال لی اسلمت شوقا الی تعالیٰ قلت نعم قال لك عندی الرضاء اللقاء اس نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کیا تو میری ملاقات کے شوق میں اسلام قبول کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! ارشاد ہوا میری لقا اور رضا تجھے دونوں عطا کیں! اسے نفسی نے بیان کیا لیکن حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ ایک نو مسلم یہودی کا واقعہ ہے (ممکن ہے دونوں کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہو) (تابش قصوری)

بیان کرتے ہیں کہ روز محشر جب جنتی جنت میں قیام پذیر ہو چکے ہوں گے تب بھی ایک شخص میدان قیامت میں کھڑا رہے گا، فرشتے نورانی زنجیریں لئے اس کے پاس جائیں گے اور اسے ان سے باندھ کر لے چلیں گے وہ نشہ محبت الہی میں مدہوش ہو گا جب دروازہ جنت پر پہنچیں گے تو اسے معمولی سا ہوش آئے گا تو وہ زنجیروں سمیت پیچھے کی طرف بھاگ جائے گا اور پکار پکار کر کہہ رہا ہو گا مجھے خالق جنت کا پتہ بتاؤ کہ وہ ذات اقدس کہاں ہے۔ فرشتے پھر

اسے جنت کی طرف لے چلیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا ارشاد ہوگا چھوڑ دو مجھے اور اسے رہنے دو اور تم ہمارے درمیان دخل نہ دو! حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله (الایہ) وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ جل و علا کے ذکر سے تجارت اور خرید و فروخت غافل نہیں کر سکتی“ نے فرمایا حقیقت میں انسان تو یہی ہیں اس لئے کہ ان کے باطن کا محافظ خود اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے وہ غیر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اسی لئے انہیں دنیا، اس کی زیب و زینت اور حسن و جمال سے کوئی علاقہ نہیں۔

حکایت : حضرت شیخ سری سقطی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے خواب میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سعادت نصیب ہوئی تو ارشاد ہوا! میں نے جب خلقت کو تخلیق فرمایا تو سبھی میری محبت کا دم بھرنے لگے، جب میں نے دنیا تخلیق فرمائی تو دنیا کی محبت  $\frac{1}{10}$  حصہ دنیوی محبت میں مبتلا ہوگا یعنی دس ہزار میں سے صرف ایک ہزار رہا پھر میں نے جنت تخلیق فرمائی تو ان میں سے  $\frac{1}{10}$  حصہ جنت کی طرف مائل ہوا، ہزار میں سے صرف ایک سو رہا! جب انہیں میں نے ابتلاء و آزمائش سے دوچار کیا تو ایک حصے نے اعراض کیا اور صرف ۹ آدمی رہ گئے جو میری محبت کے دعویدار تھے انہیں میں نے کہا، نہ تم دنیا کی طلب میں مبتلا ہوئے، نہ جنت کی رغبت کی اور نہ ہی ابتلاء و آزمائش سے منہ موڑا وہ پکارے الہی! ہمارے ساتھ ان معاملات کو لانے والی تو صرف آپ کی ذات اقدس و اطہر ہی ہے پھر ایسی طلب، رغبت اور اعراض کیوں اختیار کرتے! ہمارا ان امور کی طرف وہم و گمان بھی نہیں گیا! صرف اور صرف تیری ذات کریم سے وابستگی تھی سو وہ حاصل ہے! لہذا ہمیں تو تیری رضا مطلوب ہے! اللہ تعالیٰ نے فرمایا درحقیقت تمہیں میرے مخلص ترین بندے ہو!

جب حضرت شیخ شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا تو ان کے دوست، احباب



و رفقاء ان کے پاس آئے تو وہ اسی حالت میں کہنے لگے! عجیب حالت ہے ایک زندہ کے پاس مردے آرہے ہیں۔ پھر انہیں لوگوں نے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق ہے! کہنے لگے نہیں! کیونکہ شوق ملاقات تو اسی کا ہوتا ہے جو غائب ہو اور وہ ذات اقدس تو میرے لئے آنکھ جھپکنے کی ساعت جتنی بھی پوشیدہ نہیں! مجھے ہر لمحہ حضوری نصیب ہے!

حضرت شیخ ابوعلی روزباری رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں ایک صاحب نقر کا انتقال ہو گیا، اسے قبر میں رکھ دیا اور مٹی ڈالنے لگے، جب اس کے رخسار پر مٹی لگی تو اس نے آنکھیں کھول دیں، اور کہنے لگے کیا مجھ سے ناز کرتے ہو! حالانکہ اس نے تو مجھ سے ناز کیا ہے، میں نے کہا مرنے کے بعد زندہ ہو؟ وہ بولے قال نعم انا محب اللہ وکل محب حی لا نصر نک غدا بجاہی یا روزباری! ہاں میں محب اللہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے تمام محب زندہ رہتے ہیں! اے روزباری کل میں اپنے مراتب کے باعث تمہاری لازماً معاونت کروں گا!

حکایت : حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے چند لڑکوں کو دیکھا ایک شخص پر اینٹیں پھینک رہے ہیں۔ میں نے انہیں ملامت کی تو وہ بولے یہ دیوانہ ہے اور کہتا ہے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں، میں اس کے پاس گیا اور ان کی بات دہرائی تو وہ کہنے لگا! ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس و اطہر مجھ سے ایک لمحہ کے لئے بھی غائب ہو جائے تو فرقت و جدائی کے الم سے ریزہ ریزہ ہو جاؤں! پھر یہ اشعار گنگنانے لگا۔

طلب الحبيب من الحبيب رضا

ومنى الحبيب من الحبيب لقاء

ابدا يلاحظ باعين قلبه

والقلب يعرف ربه و يراه

دون العباد فما یرید سواہ

- ☆ محب تو محبوب کی رضا کا طالب ہے اور محب تو یہی چاہتا ہے کہ محبوب سے ملاقات ہوتی رہے!!
- ☆ اگرچہ وہ دل کی آنکھ سے ہمیشہ سامنے نظر آتا ہے، اور دل تو اپنے رب کا طالب ہے اور ہمیشہ اس کی دید میں مبتلاء ہے۔
- ☆ محب تو اپنے محبوب کے قرب سے ہی راضی رہتا ہے! اور وصل کے سوا اس کی اور کوئی بھی تمنا نہیں ہوتی۔
- شعر:

اے آتشِ فراقِ دل ہا کباب کردہ

شرابِ اشتیاقِ جاں ہا خراب کردہ

(اخبار الاخیار) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (تأبش قصوری)

پھر میں نے اس سے دریافت کیا! کیا تو مجنون ہے؟ بولا! ہاں! دنیا والوں کے سامنے! مگر آسمان والے کے نزدیک نہیں! میں نے پھر پوچھا! اللہ تعالیٰ جل و علا کے ساتھ تیری کیا کیفیت ہے! وہ کہنے لگا جب سے مجھے اس کی معرفت نصیب ہوئی ہے۔ کبھی بھی اس کے ساتھ میں نے بے اعتنائی اختیار نہیں کی! قلت منی عرفته! قال لما جعل اسمی فی المجانبین! میں نے کہا آپ نے کب سے پہچانا ہے! فرمانے لگا جب سے میرا نام مجنوں میں شمار ہونے لگا ہے!

حکایت : حضرت خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں میں نے بصرہ میں ایک غلام کو فروخت ہوتے دیکھا! جس میں تین عیب تھے! رات کو بہت ہی کم سوتا! دن کو کچھ نہ کھاتا! اور ضرورت کے وقت ہی بات کرتا! میں اس کے آقا سے دریافت کیا تو اسے کیوں بیچ رہا ہے! وہ بولا میں محسوس کرتا ہوں



کہ اس کا مرتبہ مجھ سے بہت اعلیٰ ہے! مجھے جب کبھی ہوش آیا، تو میں نے چاہا باب خدمت پر حاضری دوں تو اسے میں نے پہلے ہی وہاں پایا!  
 اس لئے میں غیرت کے مارے چاہا کہ اسے فروخت کر ڈالوں! میں نے کہا پھر اسے میرے ہاتھ فروخت کر دیں! وہ بولا تم بھی مجنون ہو! یہ غلام بھی مجنون ہے اور مجنوں کے لئے مجنوں ہی بہتر ہیں۔ میں نے کہا! تو نے مجھے کیسے پہچانا! وہ کہنے لگا اس لئے کہ میں نے تجھے ہر شب باب خدمت پر استادہ پایا ہے! لہذا میں نے سمجھ لیا کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی جماعت میں سے ہو!

کنند ہم جنس باہم جنس پرواز  
 کبوتر با کبوتر باز با باز

حضرت شیخ شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے چند لڑکوں کو دیکھا جو ایک مجنوں شخص پر پتھر پھینک رہے ہیں، میں ان سے پوچھا کیا معاملہ ہے، وہ کہنے لگے یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ میں اس کے قریب ہوا تو دیکھا وہ آسمان کی طرف مسلسل دیکھے جا رہا ہے! کہہ رہا ہے کیا یہ تیری شان کے لائق ہے جو تو نے ان لڑکوں کو مجھ پر مسلط کر رکھا ہے۔ میں نے اس سے دریافت کیا! کیا تم کہتے ہو مجھے خدا نظر آتا ہے! وہ بولا! مجھے اس ذات حق کے حق ہونے کی قسم جس کی محبت نے مجھے مدہوش کر رکھا اور جس کے قرب نے مجھے عالم حیرت میں ڈال دیا ہے! اگر وہ ذات اقدس چشم زدن کے لئے بھی پوشیدہ ہو جائے تو فرقت و جدائی کے الم سے میرے نکلڑے نکلڑے ہو جائیں۔ پھر یہ شعر گنگنا تا ہوا، چلا گیا!

جمالک فی عینی و ذکرک فی فمی

وحبک فی قلبی فاین تغیب

تیرا حسن و جمال میری آنکھ میں سما چکا ہے اور تیرے ذکر سے میرا منہ

رطب اللسان ہے اور تیری محبت سے میرا دل آباد ہے پھر تو کیسے غائب رہ سکتا ہے!

حضرت بایزید .سطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے احباء و رفقاء میں سے کسی نے بیان کیا ہے کہ وہ صاحب کشف تھا! جب حضرت بایزید رحمہ اللہ تعالیٰ کو قبر میں رکھ دیا گیا دو منکر نکیرین آئے اور سوال کرنے لگے تو آپ نے جواباً فرمایا! میں تو اس کے سامنے پڑا ہوا ہوں! تم اسی سے ہی کیوں نہیں پوچھ لیتے کہ میں اس کا بندہ ہوں یا نہیں! اور وہ ہاں کہہ دے تو تب ہی مجھے بزرگی اور کرامت زیبا ہے۔

نکیرین تعجب سے کہنے لگے یہ تو بڑی عجیب بات ہے! آپ نے فرمایا اس سے زیادہ تعجب انگیز یہ بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پشت آدم سے تمام اولاد آدم کے ساتھ مجھے نکالا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا الست بربکم فقلت معہم بلی ہل کنتما حاضرین؟ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو میں نے بھی ان تمام کے ساتھ جواب دیا تھا کیوں نہیں یا اللہ تو ہمارا رب ہے! کیا تم وہاں موجود تھے؟ قال لا وہ بولے نہیں! قال خلوا بینی و بینہ۔ فقال احدهما لصاحبه هذا ابویزید عاش سکران من المحبة ومات کذلک و وضع فی قبره کذلک وبعث کذلک! کہنے لگے ہم وہاں نہیں تھے تو آپ نے فرمایا پھر تم چھوڑ یہ میرا اور میرے پروردگار کا معاملہ ہے اس پر ایک فرشتے نے اپنے ساتھی سے کہا یہ بایزید ہیں۔ انہوں نے نشہ محبت سے سرشار زندگی گزاری اسی میں وصال فرمایا اسی طرح قبر میں رکھے گئے اور اسی حالت میں دوبارہ زندہ کئے جائیں گے!

حضرت شیخ سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں! ایک مرتبہ میں نے دیکھا! قیامت برپا ہے اور دیکھ رہا ہوں کہ تمام لوگوں کی نگاہیں ایک شخص پر مرکوز ہیں! جسے فرشتے اٹھائے پھرتے ہیں اور وہ مستی کے عالم میں فرشتوں



کے بازوؤں پر جھوم رہا ہے! اور وہ تسبیح و تحمید پڑھتے ہوئے (نعرے لگاتے ہوئے) تیزی سے لئے جارہے ہیں! اسی اثناء میں ایک منادی ندا کر رہا ہے اے محشر! یہ ہمارا دوست! ہمارا ولی! حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ ہماری محبت سے سرشار ہے اور ہماری زیارت کے بغیر اسے سکون و قرار نہیں آئے گا!

حضرت علی بن موقوف رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں میں نے خواب میں خطیرہ القدس کو دیکھا پھر میں عرش کے پردوں میں داخل ہوا، تو میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کی آنکھیں دیدار الہی میں محو تھیں، میں نے رضوان جنت سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں۔ اس نے جواباً کہا یہ حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خلوص نیت سے عبادت کی اس لئے قیامت تک اپنی طرف نظر رکھنے کی اجازت عطا فرمائی، حضرت بشر حافی کو ان کے وصال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک فرمایا ہے؟ انہوں نے جواباً کہا مجھے ایک دسترخوان پر بٹھایا گیا! اور فرمایا گیا کھاؤ، وہ شخص جس نے خواہشات نفسانیہ سے اپنے دل کو روکے رکھا، پھر انہی سے دریافت کیا گیا۔ حضرت امام احمد بن حنبل اس وقت کہاں ہیں، انہوں نے جواب دیا وہ جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں جو قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ کا قدیم کلام اور غیر مخلوق کہے اس کی مغفرت کی سفارش کرتے ہیں۔

مسئلہ : شرح مذہب میں اکثر علماء سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص قرآن مجید کی تخلیق کا قائل ہو اس کی اقتداء صحیح ہے! صاحب العدة نے کہا یہی مذہب ہے! اور جس نے ایسے شخص کو کافر کہا اس سے کفران نعمت مراد ہے۔ یعنی اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم حضرت یحییٰ بن معاذ رازی بیان کرتے ہیں۔ جب جنتی اللہ تعالیٰ کی طرف

نظر کریں گے تو ان کی آنکھیں لذت دیدار کی سرشاری کے باعث دلوں میں میلان کر جائیں گی اور آٹھ سو سال تک اسی کیفیت میں رہیں گی۔

احیاء العلوم میں ہے کہ مصریوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف ایک بار دیکھنے کے باعث چار ماہ تک آب و طعام کی ضرورت نہ رہی، حضرت امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف کی تفسیر میں رقم فرمایا ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام شہر میں داخل ہوئے تو ان کے چہرہ انور کی روشنی سے درودیوار ایسے روشن ہو جاتے جیسے آفتاب کانور چمکتا ہے!

حکایت : بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک راہب کے پاس سے گزر ہوا۔ تو اس کے احوال دریافت کئے، اس نے جواباً کہا میں اس عبادت خانہ میں ستر سال سے مصروف عبادت ہوں اور اللہ تعالیٰ سے صرف ایک سوال کر رہا ہوں! آپ نے فرمایا وہ کیا حاجت ہے؟ کہنے لگا میری صرف یہ طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبت کے اسرار میں سے کوئی قطرہ عنایت فرمادے! آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔

جب چند دن بعد آپ کا وہاں سے پھر گزر ہوا تو دیکھا اس کا عبادت خانہ برباد ہو رہا ہے اور جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا اس سے نیچے تک زمین میں گڑھا پڑ چکا ہے! آپ اس غار میں نیچے اترے تو کیا دیکھا وہ راہب ٹکلی باندھے اوپر کی طرف ہی دیکھے جا رہا ہے! منہ کھلا ہوا ہے! جب اسے سلام کیا تو جواب نہ پایا، تب ہاتھ غیبی نے پکار کر کہا! ابھی تو ہم نے اپنے محبت کے ستر ہزار رازوں میں سے ایک قطرہ پلایا ہے تو اس کی یہ حالت ہوئی، زیادہ پلاتے تو کیا ہوتا؟

حضرت بایزید .سطامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دنیا میں بھی ایک قسم کی شراب وحدانیت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے اپنے ربوبیت کے خزانوں میں سے اس مقصد کے تحت رکھا ہے کہ وہ اپنی محبت کے میدان میں کرامت کے منبروں پر اپنے دوستوں کو سیراب فرمائے! جب وہ شراب محبت الہیہ کو پیتے



ہیں تو جوش و طرب میں آ جاتے ہیں اور جب طرب میں آتے ہیں تو سبک سار ہو جاتے ہیں پھر دنیا میں ان کی زندگی بڑی عیش و مسرت سے گزرتی ہے؛ جب عیش کا غلبہ ہوتا ہے تو محو پرواز ہوتے ہیں اور جب اس مقام پر پہنچتے ہیں تو لذت وصال سے سرشار ہو جاتے ہیں، جب وصال کی سعادت پاتے ہیں تو ”فہم فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر“ تب ان کی سلطان حقیقی کی حضوری میں مقام صدق پر نشست سجائی جاتی ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بایزید .سطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف خط میں لکھا کہ جو شراب محبت میں پی رہا ہوں اب اس سے دل آکتا چکا ہے! آپ نے جواباً فرمایا تمہارے سوا، دیگر شراب محبت کے متوالوں کی یہ حالت ہے کہ اگر وہ زمین و آسمان کے تمام دریا بھی پائیں تو نوش کر جائیں اور پھر بھی ان کی پیاس نہ بجھے۔

شربت الحب کاسا بعد کاس

فلا نقد الشراب ولا رویت

میں نے محبت کے جام پہ جام پیئے، لیکن نہ شراب ختم ہوئی اور نہ ہی میری پیاس ٹھنڈی ہوئی! حضرت نجم الدین نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے ”وَسَقَهُمْ رَبَّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا“ میں ء شراب طہور سے وہ شراب مراد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اہل محبت کے لئے ذخیرہ بنا رکھا ہے! جب وہ اسے پیتے ہیں تو خوشی و طرب میں آ جاتے ہیں پھر ان پر حیرانگی کا عالم طاری ہوتا ہے جس کے باعث سکسار ہوتے ہیں جب سکسار ہوتے ہیں تو پرواز کرتے ہیں، پرواز سے طالب بنتے ہیں اور طلب کی سعادت سے اپنی مرادیں پا لیتے ہیں تو اس کی بارگاہ میں اتارا ہوتا ہے جس سے قرب کی منازل طے کر لیتے ہیں جب قرب خاص کے محرم ہوتے ہیں تو کشف سے فائز ہو جاتے ہیں، جب کشف حقیقت بنتے ہیں تو مشاہدہ کی نوبت آتی ہے۔“

اگر کہا جائے کہ انسان کو اپنے بیوی بچوں اور اللہ تعالیٰ سے کیسی محبت ہوتی ہے؟ حالانکہ دل تو ایک ہی ہے! اس پر جواباً یہی کہا جاسکتا ہے کہ ”بیوی کی محبت“ نفس میں ہوتی ہے جسے شہوت کہتے ہیں اور بچوں کی محبت کا مقام جگر ہے جسے شفقت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت قلب (دل) میں ہوتی ہے اسی لئے کہا گیا۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است!

حکایت : بیان کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک دن شکار کے لئے نکلے تو شام کے ایک دیہاتی کو دیکھا اور اس سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے احوال دریافت کئے اس نے جواباً ”کہا وہ بے حد غمزدہ ہیں“ ان کی پشت خمیدہ ہو چکی ہے! اور ان کی آنکھیں اپنے فرزند بلند حضرت یوسف علیہ السلام کی گمشدگی کے باعث سفید ہو چکی ہیں، اس پر آپ اتنی شدت سے روئے کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی اور اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا! لوگوں نے دریافت کیا یہ رونا کس لئے؟ انہوں نے کہا یہ اعرابی بیان کرتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام قریب الوصال ہیں، لوگوں نے کہا اگر وہ اس جہان فانی سے کوچ فرما جائیں تو کیا ہوا نیز دریافت کیا، کیا ان سے کوئی لغزش واقع ہوئی ہے؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ہاں یہی کہ اللہ تعالیٰ جل و علا کے ساتھ انہوں نے ایک اور محبوب اپنا لیا ہے!

حکایت : بیان کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک خاتون حاضر ہوئی اور کہنے لگی میرا خاوند مجھ پر سوت (سوکن) لانا چاہتا ہے، آپ نے فرمایا اگر چار بیویاں اس کے پاس نہ ہوں تو وہ نکاح کر سکتا ہے وہ کہنے لگی اگر اجنبی عورت کو دیکھنا جائز ہوتا تو میں تجھے اپنا چہرہ دکھاتی تو آپ محسوس کرتے جس کے پاس اتنی حسین و جمیل بیوی ہو اسے تو دوسرا نکاح کرنا بھی مناسب نہیں اس پر حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غش کھا کر گر پڑے!















































































































































































































































































































































































































































































































































































































































































































































































































































































































































































































